ہفت روزہ

پاک جمہوریت

لاہور

الیکشن 2002

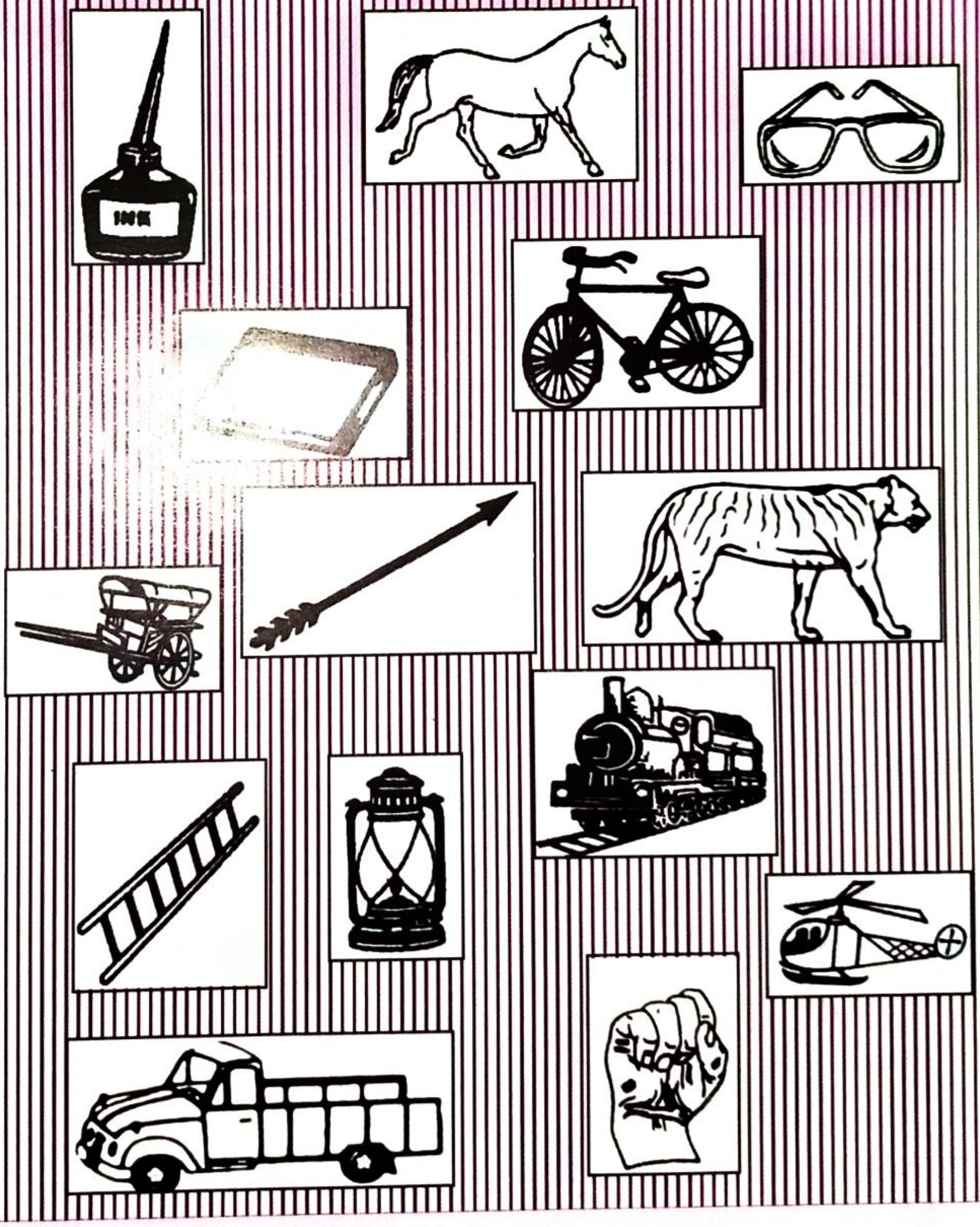

لیگل فریم ورک آرڈر 2002ء

آئینی ترامیم کے نفاذ کے لیے صدر نے لیگل فریم ورک آرڈر 2002ء جاری کیا ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل اہم نکات ہیں:

1۔ نیشنل سیکورٹی کونسل مستقل ادارہ ہوگا۔
2۔ صدر کو اسمبلی توڑنے اور فوجی سربراہ مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔
3۔ گورنروں کی تقرری صدر وزیراعظم کی مشاورت سے کرے گا۔
4۔ گورنر کو صدر کی منظوری سے صوبائی اسمبلیاں توڑنے کا اختیار ہوگا۔
5۔ صدر سلامتی کونسل کے سربراہ اور اس کے ممبران ہیں وزیراعظم' اپوزیشن لیڈر چیئرمین سینٹ' سپیکر قومی اسمبلی' چاروں وزرائے اعلیٰ' چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور تینوں فوجی سربراہ رکن ہوں گے۔
6۔ وزیراعظم' اور کابینہ کو صدر برطرف نہیں کر سکے گا۔
7۔ نااہلی پر رکن کو اپیل کا حق۔
8۔ ووٹر کی عمر 18 سال۔
9۔ آئندہ الیکشن سے 60 روز قبل نگران حکومت بنے گی۔
10۔ سینٹ 6' قومی اسمبلی 5 اور مقامی حکومتوں کی مدت 4 سال ہوگی۔
11۔ متنازعہ بل نمٹانے کے لیے پارلیمنٹ کی ثالثی کمیٹی بنائی جائے گی۔
12۔ سپریم جوڈیشنل کونسل کو اپنے کیس از خود شروع کرنے کا اختیار۔
13۔ پارٹی فیصلے کی خلاف ورزی پر رکن نااہل۔
14۔ خواتین اور اقلیتوں کی مخصوص نشستیں برقرار رہیں گی۔
15۔ الیکشن مخلوط طرز پر ہوں گے۔
16۔ صدر وزیراعظم نامزد نہیں کرے گا۔
17۔ 13 ویں ترمیم ختم اور آرٹیکل 58 ٹو بی بحال کروایا گیا۔
18۔ قومی اور صوبائی اسمبلی کی نشستیں بڑھادی گئی ہیں۔

اثر کرے نہ کرے سُن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد
مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہانِ بے بنیاد

ہفت روزہ

پاک جمہوریت

لاہور

نگرانِ اعلیٰ: میاں شفیع الدین

نگران: نذر محمد

مدیرِ اعلیٰ: پروین ملک

مدیر: محمد ضیاء آفتاب

ترتیب و تزئین: عزیز احمد ہمدانی

شمارہ نمبر 13 جلد نمبر 43

24 تا 30 ستمبر 2002ء

قیمت فی شمارہ =/5 روپے

سالانہ چندہ =/100 روپے

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ

حکومت پنجاب، سندھ اور سرحد کے محکمۂ تعلیم کی طرف سے سکولوں اور لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

فون نمبر:- 6305906-6305316

آئینہ

حمد	اختر شاد	2
نعت	محمد لطیف	3
مشرف حکومت کی کارکردگی کا ایک جائزہ	خلیل الرحمٰن سیفی	4
انتخابات کیوں اور کیسے	پاک جمہوریت فیچر	7
انتخابات پوری قوم کی آزمائش ہیں	〃	8
الیکشن کمیشن کا ضابطہ اخلاق اور ریٹرنگ افسروں کا تقرر	〃	9
وزیر اطلاعات جناب نثار میمن کا بیان	〃	10
آئین میں کم سے کم ضروری ترامیم کی جائیں گی	〃	12
قومی سلامتی ایک اہم قومی تقاضا	〃	13
تمام صدارتی آرڈرز کو قانونی تحفظ	〃	16
آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابات برائے 2002ء	〃	17
الیکشن 2002ء موجودہ حکومت کے احسن اقدامات	محمد ضیاء آفتاب	18
انتخابی نشانات برائے الیکشن 2002ء	〃	19
اقوالِ قائد اعظمؒ......طرزِ حکومت	پاک جمہوریت فیچر سروس	20
چھ ستمبر	بشیر رحمانی	23
		24

ادارہ مطبوعاتِ پاکستان نے کوثر برادرز لاء، پبلشرز اینڈ پرنٹرز 1- ٹرنر روڈ لاہور سے چھپوا کر A-32 حبیب اللہ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

حمد

اختر شاد

وہ چراغ جاں، جسے اذنِ نور و نمو ملا ترے نام سے
سرِ چادرِ شبِ تار اس کو جلادیا ترے نام سے

یہ ترا کرم، کہ چمن سخن کا مہک اٹھا مرے شعر سے
میں وہ پھول جو سرشاخِ نخل ہنر کھلا ترے نام سے

میں فسردہ دل سرجادۂ شب عمر کب سے سفر میں تھا
مری فکر کیا، مرا راستہ بھی چمک اٹھا ترے نام سے

جو ترا جلال و جمال ہے، یہ جہاں اسی سے بحال ہے
کوئی مٹ گیا، کوئی مٹ کے دہر میں جی اٹھا ترے نام سے

مرا راستہ، ترا راستہ، مرے ہمسفر ترے نغمہ گر!
میں بسا رہا ہوں تری زمین پہ کربلا ترے نام سے

یہ عجیب رنگ خطاب ہے!کوئی مجھ کو تجھ سے ڈرائے ہے
اسے کچھ بتا، یہ نہیں ہوا ابھی آشنا ترے نام سے

میں مثال نقشِ خیال ہوں تری عکس گاہِ جمال میں
مری ابتداء ترے نام سے، مری انتہا ترے نام سے

نعت

محمد لطیف

مجھ کو ذکرِ مصطفیٰؐ میں یہ کمال آیا نظر
جلوہ محبوب رب ذوالجلال آیا نظر

ہو گئے محبوبِ ربِ کبریا خود بھی ملول
جب بھی مظلوموں کے چہروں پر ملال آیا نظر

خاکِ پائے مصطفیٰؐ نے آسرا مجھ کو دیا
جب بھی اپنی ذات کا مجھ کو زوال آیا نظر

جب بھی میں نے تجزیہ دونوں جہانوں کا کیا
مجھ کو رسم مصطفیٰؐ ہی بے مثال آیا نظر

رحمتوں کی روشنی کا ہونے لگتا ہے نزول
جب بھی میلادِ محمدؐ کا ہلال آیا نظر

پھول کی خوشبو کلی کا بانکپن غنچوں کا حسن
مجھ کو ہر اک چیز میں ان کا جمال آیا نظر

خوش نصیبی دیکھئے اُس کی زمانے میں لطیف
گنبدِ خضریٰ پہ جا کر جو بھی ہے ڈال آیا نظر

مشرف حکومت کی کارکردگی کا ایک جائزہ

خلیق الرحمٰن سیفی

وطن عزیز کے ۵۵ سال ایک بھرپور تاریخ ہیں ان سالوں میں سول اور فوجی حکومتیں برسر اقتدار آتی اور جاتی رہی ہیں۔ سول حکومتیں ناکام کیوں ہوتی آئیں اور فوج کو ملکی اقتدار کیوں سنبھالنا پڑا اس سے پاکستان کا ہر ذی شعور شخص اچھی طرح سے آگاہ ہے۔ ان سالوں میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا یہ بھی اب کوئی راز نہیں رہا۔ گزشتہ ۵۵ سالوں میں مختلف حکومتیں ملک کی تقدیر بدلنے اور عوام کو خوشحال بنانے کے دعوے کرتی رہی ہیں لیکن حقیقت میں ماضی کی ہر حکومت نے اقتدار چھوڑتے وقت ملک اور قوم کو گھمبیر قسم کے مسائل سے دوچار کیا۔ خاص طور پر بینظیر اور نواز شریف کے دور اقتدار میں لوٹ مار کے تمام ریکارڈ توڑے گئے۔ اس طرح جمہوریت کے نام پر غیر جمہوری اقدار کو پروان چڑھایا گیا . . . حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے جمہوری اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر سیاست کے منفی انداز اپنائے۔ صدر جنرل پرویز مشرف کو ملکی اقتدار کیوں سنبھالنا پڑا اور انہیں ایسا کرنے پر مجبور کس نے کیا اس سے بھی پاکستان کے عوام پوری طرح باخبر ہیں۔ بہر حال جنرل پرویز مشرف کا دور اقتدار ماضی کی حکومتوں سے مکمل طور پر مختلف ہے کیونکہ انہوں نے اقتدار سنبھالنے کے ساتھ ملکی حالات اور مسائل کا بغور مشاہدہ کرنے کے بعد عوام سے کوئی جھوٹا وعدہ نہیں کیا اور نہ ہی انہیں کوئی سبز باغ دکھایا بلکہ انہوں نے عوام کو ملک کو درپیش حالات سے ایمانداری اور غیر جانبداری سے آگاہ کیا۔ جنرل پرویز مشرف نے سپریم کورٹ کے فیصلے کو دل و جان سے قبول کیا اور انہوں نے عدلیہ کی طرف سے دیئے جانے والے اختیارات کے اندر رہتے ہوئے حکومت کی۔ انہوں نے جس بات کا وعدہ کیا اسے ہر ممکن طور پر نبھایا ہے اور یہ بات جنرل مشرف کو ماضی کے تمام حکمرانوں سے زیادہ ممتاز کرتی ہے۔ جنرل مشرف حکومت کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے احتساب کے عمل کو حقیقی معنوں میں پروان چڑھایا اور ان کے دور اقتدار میں بلا امتیاز قومی خزانہ لوٹنے والے، بدعنوانیوں، کرپشن اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے والوں پر قانونی ہاتھ ڈالا گیا۔ اس ضمن میں سیاستدان، تاجر اور فوجی حکام بھی شامل ہیں جنہیں احتساب کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا۔ مشرف حکومت احتساب کے ادارے کی وساطت سے اربوں روپے حاصل کر کے قومی خزانے میں جمع کرا چکی ہے اور اب بھی احتساب کا عمل اپنی پوری رفتار سے جاری ہے۔ اگرچہ بدعنوانی اور کرپشن کرنے والے عناصر کوئی ثبوت نہیں چھوڑتے لیکن اس کے باوجود احتساب بیورو کے ادارے نے اس ضمن میں بدعنوانیوں کا سراغ لگا کر ملزمان کو ان کے کیئے کی سزا دلائی ہے اور لاتعداد کیس اسوقت بھی

احتساب بیورو کے پاس ہیں۔

مشرف حکومت کو اندرونی اور بیرونی سطح پر سنگین خطرات کا سامنا رہا ہے اور یہ خطرات اب بھی ہیں لیکن آفرین ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور تمام بدترین چیلنجوں کا مقابلہ بڑی دلیری سے کیا۔ خاص طور پر امریکہ میں ۱۱ ستمبر کے واقعات کے نتیجہ میں مشرف حکومت کو انتہائی اعصاب شکن صورتحال سے دوچار ہونا پڑا۔ امریکہ کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف عالمی سطح پر جنگ کے اعلان کے پیش نظر پاکستان کی حکومت کو دہشت گردی کے خاتمے کی جنگ میں فرنٹ مین کے طور پر اپنا کردار ادا کرنا پڑا۔ ۱۱ ستمبر کا واقعہ اس قدر ہولناک تھا کہ اس نے پوری دنیا میں تشویش کی لہر برپا کر کے رکھ دی۔ اس موقع پر پاکستان کو قومی مفادات کے پیش نظر درست فیصلہ کرنا تھا کیونکہ پوری دنیا دہشت گردی کے معاملے پر ایک ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس لئے پاکستان کی حکومت کو بھی دہشت گردی کی جنگ میں اپنا اہم کردار ادا کرنا پڑا۔ عالمی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی مدد اور تعاون سے اسے اپنے مقاصد میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ بھارت جو کہ پاکستان کا ازلی دشمن ہے وہ پاکستان کو دہشت گرد قرار دلانے کیلئے نہ صرف مسلسل پروپیگنڈہ کرتا رہا بلکہ امریکہ پر مختلف ذرائع سے دباؤ بھی ڈالنے کی کوشش کرتا رہا کہ وہ کسی طرح پاکستان کو مقبوضہ کشمیر میں مبینہ دراندازی کے مقابلے پر دہشت گرد قرار دلوا سکے لیکن اسے اس ضمن میں مشرف حکومت کے دوراندیشی پر مبنی فیصلے کے باعث منہ کی کھانی پڑی۔ بھارت کی دراصل یہ سعی ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر پر اپنا جبری تسلط قائم رکھے اور وادی میں کشمیری عوام آزادی کے حصول کیلئے جو جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں اسے وہ دہشت گردی قرار دلا سکے لیکن اس ضمن میں پاکستان کی بہترین حکمت عملی کی بناء پر اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکی کیونکہ پاکستان نے امریکہ سمیت ان تمام ممالک کو جو دہشت گردی کا خاتمہ چاہتے ہیں یہ باور کرایا ہے کہ دہشت گردی اور تحریک آزادی کے مابین واضح طور پر فرق محسوس کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی سپر طاقت پاکستان کے اس ٹھوس موقف کے پیش نظر مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کو دہشت گردی قرار نہیں دے سکی جس کا بھارتی حکام کو دلی رنج ہے۔ مشرف حکومت نے ماضی کی تمام حکومتوں کی نسبت زیادہ بھرپور طریقے سے مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی سطح پر نمایاں کیا ہے۔ کشمیری عوام کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خود ارادیت دلانے کے لئے پاکستان کی موجودہ حکومت اپنے اصولی موقف پر تسلسل سے قائم ہے۔

خطہ میں قیام امن کے لئے پاکستان کی موجودہ حکومت نے خلوص نیت سے بھارت کو متعدد بار بامقصد مذاکرات کی دعوت دی ہے لیکن بھارتی حکمران اپنی ہٹ دھرمی پر بدستور قائم ہیں جس کی وجہ سے خطے میں مستقل پائیدار امن کے قیام کا خواب پائیہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا اس کا ذمہ دار بلا شبہ بھارت کو ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کی طرف سے بھارت کو جنگ نہ کرنے کا معاہدہ اور فوجوں کی تعداد میں کمی جیسی احسن تجاویز پیش کی جا چکی ہیں لیکن بھارت نے پاکستانی تجاویز کا سرد مہری سے جواب دیا ہے جس کی وجہ سے خطے میں کشیدگی کی فضاء قائم چلی آ رہی ہے۔ بھارت اگر اس خوش فہمی میں مبتلاء ہے کہ پاکستان کی حکومت مقبوضہ کشمیر کے بارے میں اپنے اصولی موقف سے انحراف کرے گی تو یہ اس کی بڑی بھول ہوگی کیونکہ پاکستان کی کوئی بھی حکومت ایسا کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

غربت کے خاتمے کے لئے مشرف حکومت نے سنجیدگی سے اقدامات کئے ہیں اور مزید کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے۔ حکومت نے غربت کے خاتمے کے لئے معیشت کی بحالی پر خصوصی توجہ دی ہے کیونکہ کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ کر کے ہی حقیقی معنوں میں غربت کا گراف کم کیا جا سکتا ہے۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے ۱۸ جنوری ۲۰۰۲ء کو اسلام آباد میں علماء اور مشائخ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "لوگ کہتے ہیں کہ بحالی کے بہت اقدامات ہو رہے ہیں مگر غریب کی حالت تو بہتر نہیں ہو رہی۔ یہ صحیح ہے مجھے غم ہوتا ہے، میرا دل روتا ہے، سوال یہ ہے کہ غریب کے لئے کیا کیا جائے میں بہت سوچتا ہوں ہمارا ملک غریب ملک ہے، اس غربت میں حکومت جو اقدام کر سکتی ہے وہ تو ہم نے سب کئے ہیں۔ جتنے اقدامات ہم نے کئے ہیں کسی حکومت نے نہیں کئے ہوں گے۔ خوشحال پاکستان کا جو منصوبہ ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگوں کو نوکریاں ملیں اور مجھے معلوم ہے کہ پانچ چھ ہزار منصوبے چل رہے ہیں جن میں تقریباً پانچ چھ لاکھ لوگ برسر روزگار ہیں۔ اس کے اوپر ہم اربوں روپے لگا رہے ہیں اس کا مقصد غربت دور کرنا ہے اس کے علاوہ خوشحال بنک کا مقصد بھی غریبوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ یہ تمام اقدامات غریبوں کے لئے ہیں۔ سب سے بڑا اقدام معیشت کی بحالی ہے جس کے تحت فیکٹریاں لگیں، نوکریاں ملیں، تعمیرات کا کام ہوا جب تک یہ نہیں ہوگا غریب کی حالت بہتر نہیں ہوگی اور یہ

اسی وقت ہوگا جب امن وامان کی صورتحال بہتر ہوگی اور حکومت امن وامان کی فضاء بہتر بنانے کے لئے ہر ممکن کوششیں بھی کر رہی ہے"۔ مشرف حکومت نے پولیس کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے برسوں پرانا فرنگی دور کا پولیس ایکٹ ختم کر کے نیا پولیس ایکٹ نافذ کر دیا ہے ۔۔۔۔۔۔ تجارت، تعلیم، صحت، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور کمپیوٹر کے میدان میں صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے ٹھوس اور موثر اقدامات بروئے کار لائے گئے ہیں۔ جناب پرویز مشرف نے اپنے مختصر دور حکمرانی میں اس بات کی ہر ممکن سعی کی ہے کہ ملک وقوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے زیادہ سے زیادہ ان سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ کیا جائے ملک کے متعدد ادارے جو خسارے میں جا رہے تھے ان کا خسارہ نہ صرف کم کیا گیا ہے بلکہ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے مقام تک پہنچا دیا گیا ہے جو کہ بڑی کامیابی قرار دی جا سکتی ہے۔

مشرف حکومت نے عوام کو براہ راست حکومت میں شامل کرنے کے لئے اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کے پروگرام کو شروع کیا۔ اس ضمن میں ضلعی حکومتوں کا نظام عمل میں لایا گیا ہے اور یہ نظام اب بتدریج درست خطوط پر چل رہا ہے۔ حکومت نے لوکل گورنمنٹ کو مالیاتی خودمختاری بھی دی ہے جو پہلے کسی حکومت نے نہیں دی۔ مشرف نے لوکل گورنمنٹ کے منصوبے کے ساتھ قائداعظم کے اس خواب کو حقیقت بنانے کے عزم کا اظہار کر رکھا ہے جس کا ذکر ۱۱۔ اگست ۱۹۴۷ء یعنی آزادی سے تین دن پہلے بانی پاکستان نے کیا تھا۔

یعنی "اگر ہم پاکستان کو خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہماری توجہ لوگوں کی خوشحالی پر ہونی چاہیے۔ خاص طور پر عوام کی اور غریب لوگوں کی خوشحالی۔ میں پاکستان کو ان کے خوابوں کی تعبیر بنانا چاہتا ہوں۔ (انشاءاللہ) آپ سب پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے آگے بڑھیں اور اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور نبھائیں۔ پاکستان کو مایوس نہ کریں، اللہ تعالی ہم سب کا حامی وناصر ہو۔"

مشرف حکومت نے جن مقاصد کا تعین کیا تھا، ان میں قومی اعتماد اور حوصلہ بحال کرنا، وفاق کو مضبوط کرنا، صوبوں کے مابین عدم توازن ختم کرنا اور قومی یگانگت بحال کرنا، اقتصادی حالت کا احیاء کرنا اور سرمایہ کاری کے اعتماد کی تجدید کرنا، امن عامہ کو یقینی بنانا اور لوگوں کو فوری انصاف فراہم کرنا، ریاستی اداروں کو سیاسی اثرات سے آزاد کرنا اور ان کی تعمیر نو کرنا، نچلی سطح پر لوگوں کو اختیارات منتقل کرنا اور غیر جانبدارانہ احتساب کو یقینی بنانا۔ حکومت نے اپنے ان مقاصد کی تکمیل کیلئے بڑی حد تک اپنا فریضہ ادا کر دیا ہے اور اب ملک میں حقیقی معنوں میں صاف ستھری جمہوریت کی بحالی کیلئے منصفانہ، غیر جانبدارانہ الیکشن کرانے کے عمل کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔ الیکشن شیڈول کا اعلان ہو چکا ہے۔ پولنگ کیلئے ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۲ء کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ کرپٹ، بدعنوان، کرپشن میں ملوث سیاسی عناصر کو الیکشن میں دوبارہ حصہ لینے سے روکنے کیلئے آئین میں ترامیم کی جا چکی ہیں۔ سپریم کورٹ نے مشرف حکومت کو اکتوبر ۲۰۰۲ء میں عام الیکشن منعقد کرانے کا حکم دیا تھا جس کو حکومت نے تسلیم کیا اب جبکہ اندرون ملک دہشت گردی کے باعث امن وامان کی صورتحال بہتر نہیں ہے، سرحدوں پر بھارت کی بھاری فوجیں بدستور تعینات ہیں جس کی وجہ سے فضا کشیدہ ہے لیکن حکومت نے اسے جواز بنا کر الیکشن ملتوی کرنے کا کوئی اشارہ نہیں دیا جبکہ کئی سیاسی عناصر نے عام انتخابات ملتوی کرانے کا بھی مشورہ دیا ہے لیکن صدر مشرف نے دیگر وعدوں کی طرح عام انتخابات کے عمل کو مقررہ مدت کے دوران مکمل کرنے کا پختہ عزم کر رکھا ہے کیونکہ وہ کسی کو اپنے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع فراہم نہیں کرنا چاہتے۔ صدر مشرف نے ۱۲ جنوری ۲۰۰۲ء میں قوم کے نام خطاب کرتے ہوئے بجا طور پر ان خیالات کا اظہار کیا کہ "پاکستان کو طاقتور اور مضبوط بنانا ہے، ہمارے پاس وسائل ہیں، صلاحیت ہے، ہم بیرونی خطرے سے نمٹنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں، ہمیں اندرونی خطرے سے بھی بچنا ہوگا اور میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ یہ اندرونی خطرہ ہمیں دیمک کی طرح کھا رہا ہے۔ یاد رکھیں پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اگر اسلام کو سربلند کرنا ہے تو پاکستان کو طاقتور اور بلند بناؤ، دنیا میں ترقی کی دوڑ لگی ہوئی ہے، ترقی کا راستہ لڑنے جھگڑنے اور معاندانہ پالیسی سے نہیں طے ہوگا، میری تمام پاکستانی قوم سے التجا ہے کہ اٹھیں اور آپس میں عدم برداشت اور منافرت ختم کریں۔ صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی راہ اپنائیں۔ قائداعظم کا قول ہے ایمان، اتحاد اور تنظیم اس کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اگر ہم میں اتحاد نہیں ہوگا تو ہم کچھ نہیں بن سکیں گے"۔ غرضیکہ مشرف حکومت کا دور اقتدار ماضی کی حکومتوں سے کافی حد تک بہتر ہے انہوں نے حقیقت اور سچائی سے کام لیتے ہوئے قوم کو ہر صورتحال سے باخبر رکھا۔ کیونکہ قوم کو کسی معاملے میں اندھیرے میں رکھنا ان کے نزدیک انتہائی بدترین فعل ہے۔ جس طرح کوئی ڈاکٹر کسی مریض کو اس کے مرض سے بے خبر رکھ کر مرض کے خلاف مریض کے اندر قوت مدافعت پیدا نہیں کرسکتا اسی طرح جنرل مشرف کے نزدیک قوم کو مسائل کی اصل وجوہات بتا کر ہی خوشحالی اور ترقی حاصل کرنے کا جذبہ بیدار کیا جاسکتا ہے۔

انتخابات کیوں اور کیسے

پاک جمہوریت فیچر سروس

انتخابات کا مطلب ہے کسی کو چننا، منتخب کرنا اور سیاسی یا حکومتی سطح پر جب یہ عمل ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں عوام مختلف امیدواروں میں سے اپنے بھروسے کے لوگوں کو چنتے ہیں تا کہ وہ ایک حکومت تشکیل دے کر عوام کے مسائل حل کر سکیں۔ ملک کے حالات درست کر سکیں۔

کسی بھی مہذب معاشرے کے لئے انتخابات بہت ضروری ہیں کیونکہ اس طرح گویا وہ معاشرہ اپنے اتحاد کا مظاہرہ کر رہا ہوتا ہے۔ انتخاب کے عمل میں عوام کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو منظم کر سکیں اور پر امن طریقے سے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

آزادی رائے کا اظہار کسی بھی انتخاب کے لئے بہت ضروری امر ہے۔ اگر ووٹرز کسی بھی دباؤ کے تحت اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں تو ایسے انتخاب کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے جو کسی بھی مہذب معاشرے کے لئے قابل قبول نہیں سمجھا جا سکتا۔

انتخابات کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ قدیم یونانی دور میں بھی کئی افسروں کا انتخاب لوگوں کے ووٹوں کے ذریعے ہوتا تھا۔ یہ گویا انتخابی تاریخ کا پہلا باب تھا۔

موجودہ دور میں انتخابات گویا جمہوری عمل کے ذریعے حکومت بنانے کا دوسرا نام ہے۔

انتخابات یا الیکشن کے ذریعے ووٹر اپنے اپنے علاقوں سے نمائندے چنتے ہیں۔ ان نمائندوں کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے ہو سکتا ہے۔ یہ طریقہ انتخاب، جماعتی انتخاب کہلاتا ہے۔ جب انتخاب مکمل ہو چکتا ہے تو پھر جس پارٹی یا جماعت کے زیادہ لوگ منتخب ہوتے ہیں وہ حکومت تشکیل دیتے ہیں۔

اکثریت کا فیصلہ یوں ہوتا ہے کہ جس پارٹی کے نمائندے پچاس فیصد سے زیادہ تعداد میں اسمبلی میں موجود ہوں وہ حکومت تشکیل دیتی ہے۔ کسی قسم کے تشدد، دباؤ یا ہنگامے کے بغیر انتخابات کا مکمل ہونا عوام کے باشعور ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

کسی بھی حکومتی نظام کو عوام کی مرضی اور منشاء کے مطابق چلانے کے لئے انتخابات کا انعقاد بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ جب عوام کسی نمائندے کا انتخاب کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے وہ اس پر پورا بھروسہ کرتے ہوئے اسے فیصلوں کا اختیار دے رہے ہیں۔ اگرچہ ووٹر بھی انسان ہیں اور وہ انسانی کمزوریوں سے مبراء نہیں ہو سکتے، اسی طرح جو امیدوار الیکشن میں حصہ لے رہے ہوتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی حتی الوسع کوشش یہی کرنی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ پر امن ماحول میں انتخابات کا انعقاد ممکن ہو سکے۔

یہ ہر ووٹر کی ذمہ داری ہے اور اسے ووٹ ڈالنے کے لئے جاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس کا قومی شناختی کارڈ اس کے پاس ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کسی وقت اسے اپنی شناخت کروانے کی ضرورت محسوس ہو۔ دوسرا یہ کہ وہ جس امیدوار کو ووٹ دینا چاہتا ہے اس کا نشان یاد رکھے تاکہ ووٹ کا صحیح استعمال ہو سکے۔ تیسرا یہ کہ جو فہرست مرتب ہوئی ہے، اس میں ووٹر کا نام درج ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ووٹ درج کروانے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ ووٹ ڈالنا ہر آزاد شہری کا حق ہے۔

الیکشن کمیشن یا چیف الیکشن کمشنر آزادانہ انتخابات میں رکاوٹ ڈالنے والے سرکاری اہل کار کو معطل کر سکے گا۔

ہمارے ملک میں ان پڑھ لوگوں کی اکثریت ہے ایسے لوگ ووٹ ڈالتے وقت اپنے متوقع امیدوار کے انتخابی نشان کو یاد رکھتے ہیں امیدوار اور ان کے حمائتی، یہ یقین کر لیں کہ ایسے ان پڑھوں کو اپنا انتخابی نشان خوب یاد کرائیں۔

انتخابات پوری قوم کی آزمائش ہیں

پاک جمہوریت فیچر سروس

قومی اسمبلی کے انتخابات کے لئے ملک کے چاروں صوبوں میں ہزاروں امیدواروں نے اپنے کاغذات نامزدگی داخل کر دیئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ملک بھر میں انتخابی عمل کا باقاعدہ آغاز ہو گیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ انتخابی عمل ملک وقوم اور خود جمہوریت کے لئے خیر و برکت اور استحکام کا باعث ثابت ہو۔ ہماری سیاسی جماعتوں اور رائے دہندگان نے جماعتی بنیادوں پر ہونے والے ان انتخابات کا بڑا طویل اور صبر آزما انتظار کیا ہے اور اب یہ ہماری پوری قوم کا فرض ہے کہ ان انتخابات کو ہر اعتبار سے مثالی، پرامن، منظم اور منصفانہ بنائے۔

ہمارے نزدیک سیاست اور جمہوریت کے استحکام کے لئے یہ امر اشد ضروری ہے کہ ترقی یافتہ جمہوری معاشروں کی طرح ہمارے ہاں بھی گنتی کی چند منظم اور واضح نظریات کی حامل جماعتیں ہوں۔ اگر پاکستان میں مقررہ اوقات پر انتخابات پابندی سے ہوتے رہتے تو ہمارے ہاں بھی انتخابی سیاست چند جماعتوں تک محدود ہو جاتی اور سیاسی منظر پر نظر آنے والی موجودہ بھیڑ بھاڑ ختم ہو چکی ہوتی تاہم یہی غنیمت ہے کہ اس بار بہت سی جماعتوں نے از خود انتخابی محاذ تشکیل دے لئے ہیں اور اس کے نتیجے میں نظریاتی ہم آہنگی کی بناء پر جماعتوں کے ادغام اور انضمام کا عمل شروع ہو جائے گا۔ مگر موجودہ انتخابی محاذوں کو بامقصد اور نتیجہ خیز بنانے کا انحصار اس امر پر ہے کہ ٹکٹوں کی باضابطہ تقسیم کے بعد کوئی جماعت یا امیدوار کسی قسم کا جھگڑا نہ کرے اور جس امیدوار کو کسی جماعت یا محاذ کا ٹکٹ حاصل نہ ہو وہ رضا کارانہ طور پر انتخابی مقابلے سے دستبردار ہو جائے۔

موجودہ انتخابی عمل سے مثبت نتائج کے ظہور کا انحصار اس امر پر بھی ہے کہ بہترین صلاحیتوں کے حامل افراد ہی مقابلے میں شریک ہوں تاکہ رائے دہندگان کو خوب سے خوب تر کا انتخاب کرنے کا موقع مل سکے۔ ہمارے ہاں ماضی کی سیاست میں اہلیت اور صلاحیت پر زیادہ زور نہیں دیا جا سکا اور ابھی تک بیشتر سیاسی جماعتیں اپنے امیدوار نامزد کرتے وقت ان کی اہلیت اور صلاحیت کے بجائے ان کی دولت و ثروت اور ذات برادری کی قوت کو زیادہ ملحوظ خاطر رکھتی آ رہی ہیں۔ اگر آزادی کے بعد سے ملک کے اندر سیاسی جمہوری عمل کو تسلسل کے ساتھ اپنے مثبت اثرات قائم کرنے کا موقع ملتا تو ہم جاگیرداری معاشرے کی بہت سی سیاسی خرابیوں سے اب تک نجات پا چکے ہوتے۔ بہرحال اب بھی یہ امر اشد ضروری ہے کہ سیاسی جماعتیں کاغذات نامزدگی کی واپسی تک ایسے امیدواروں کو مقابلے سے خارج کر دیں جن کے پاس دولت اور ذات برادری کے سوا شرف انسانی کا کوئی پہلو نہیں اور رائے دہندگان کا بھی فرض ہے کہ وہ محدود اور پست مفادات سے بالاتر ہو کر اپنے حق رائے دہی کا استعمال کریں اور انتخابی عمل کو بہترین قیادت کو سیاسی منظر پر لانے کا ذریعہ بنا دیں۔ جمہوری معاشروں میں انتخابات کا بنیادی مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ قوم کے سیاسی جوہر کو سامنے لایا جا سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہماری سیاسی جماعتوں، ان کے نامزد امیدواروں اور رائے دہندگان کو یکساں طور پر اپنے اپنے حصے کا فرض خوش اسلوبی کے ساتھ بجا لانا چاہئے۔ اس طرح آئندہ انتخابات صحیح معنوں میں ملک و قوم اور جمہوریت کے لئے خیر و برکت کا باعث ثابت ہوں گے۔

الیکشن کمیشن کا ضابطہ اخلاق اور ریٹرننگ افسروں کا تقرر

پاک جمہوریت سروس

الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر سیاسی پارٹیوں کی منصفانہ، متوازن اور بلاتعصب کوریج کی غرض سے الیکٹرانک میڈیا کیلئے ضابطہ اخلاق جاری کر دیا ہے۔ اس ضابطہ اخلاق کی منظوری چیف الیکشن کمشنر مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) ارشاد حسن خان کی زیر صدارت الیکشن کمیشن کے اجلاس میں دی گئی۔ اجلاس میں کمیشن کے چاروں ارکان نے شرکت کی جن میں سندھ ہائیکورٹ کے جج جسٹس محمد اشرف لغاری، لاہور ہائیکورٹ کے جج جسٹس نسیم سکندر، بلوچستان ہائیکورٹ کے جج جسٹس احمد خان لاشاری اور پشاور ہائیکورٹ کے جج جسٹس قاضی احسان اللہ قریشی شامل تھے۔ اجلاس میں پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن اور پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کو ہدایت کی گئی کہ الیکٹرانک میڈیا کی کوریج منصفانہ، متوازن اور بلاتعصب ہونی چاہیے۔ پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ایسی انتخابی تقریروں یا دوسرے مواد کی کوریج نہ کریں جس سے کسی انتخابی حلقے میں تشدد کی حوصلہ افزائی ہو۔ ضابطہ اخلاق کی رو سے کسی سیاسی جماعت کو کسی دوسری پارٹی کے مقابلے میں بہت زیادہ کوریج نہیں دی جائے گی اس کے علاوہ کسی پارٹی پر تنقید نہیں کی جا سکے گی۔ ضابطہ اخلاق کے تحت کسی بھی سیاسی جماعت یا سیاسی لیڈر کی کوریج متوازن اور غیر جانبدارانہ ہو گی۔ سیاسی تقاریر کے حصے بھی نشر کئے جا سکیں گے۔ سیاسی جماعتوں کے انتخابی نشان، بینرز، جھنڈے اور دیگر مواد بھی میڈیا سے جاری کیا جا سکے گا۔ پیشہ ورانہ تنظیموں اور غیر سیاسی ماہرین جن کا ٹریک ریکارڈ درست ہو کے تجزیئے بھی نشر کئے جا سکیں گے۔ سیاسی جماعتوں کے منشور کو بھی میڈیا سے نشر کیا جا سکے گا۔ مختلف حلقوں کے امیدواروں کے مؤقف کو میڈیا پر جگہ دی جائے گی۔ اہم سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کے درمیان سیاسی مباحثے کرائے جا سکیں گے۔ گزشتہ انتخابی نتائج کے موازنے پیش کئے جا سکیں گے۔ تشدد پر مبنی سیاسی تقاریر یا مواد کو میڈیا پر جاری کرنے کی اجازت نہیں ہو گی اگر کسی حلقے سے تمام امیدواروں کا نقطہ نظر کور کرنا ممکن نہ ہو تو اہم امیدواروں کا نقطہ نظر پیش کیا جا سکے گا۔ کسی ایک سیاسی جماعت کو غیر ضروری طور پر زیادہ کوریج نہیں دی جائے گی۔ ایک سیاسی جماعت کو ایک دن یا ایک خبر کی کوریج دی جا سکے گی یا پھر ضروری تصور ہونے پر یہ عرصہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ ہو گا۔ توازن کا یہ مطلب نہیں ہو گا کہ ہر جماعت کو اتنا ہی وقت ملے جتنا دوسری کو ملا ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ سیاسی جماعتوں کو میڈیا پر مناسب وقت دیا جائے۔

الیکشن کمیشن نے پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن اور پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس ضابطہ اخلاق کی مکمل پاسداری کریں۔

الیکشن کمیشن کے اجلاس میں 10 اکتوبر کے عام انتخابات کیلئے ڈسٹرکٹ ریٹرننگ افسروں، ریٹرننگ افسروں اور اسسٹنٹ ریٹرننگ افسروں کے تقرر کی بھی منظوری دی گئی۔ کمیشن نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کیلئے 109 ڈسٹرکٹ ریٹرننگ افسروں، 876 ریٹرننگ افسروں اور 549 اسسٹنٹ ریٹرننگ افسروں کے تقرر کی منظوری دی۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ سیکرٹری الیکشن کمیشن حسن محمد کمیشن کے سرکاری ترجمان کے فرائض انجام دیں گے۔

وزیر اطلاعات جناب نثار میمن کا بیان

پاک جمہوریت فیچر سروس

وزیر اطلاعات نثار میمن نے کہا ہے کہ یہاں کوئی ''کنگز پارٹی'' نہیں ہے اور یہ شوشہ وہ لوگ چھوڑ رہے ہیں جو انتخابات کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اب اس ملک میں نہ کوئی بادشاہ رہا ہے نہ ملکہ رہی ہے' اب یہاں عوام راج کریں گے۔'' انہوں نے کہا بعض سیاسی جماعتیں کچھ اسس قسم کی باتیں کر رہی ہیں کیونکہ وہ صدر جنرل پرویز مشرف کی طرف سے شروع کردہ اصلاحات کے خلاف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک عام فہم سی بات ہے کہ کچھ سیاسی جماعتیں ہوں گی جو کسی حکومت کی اصلاحات کی حمایت کریں گی جبکہ دوسرے وہ لوگ ہوں گے جو اس کے مخالف ہوں گے' یہ ایک قدرتی بات ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ ایک جمہوری ملک ہے لہٰذا وہ سیاسی جماعتیں جنہوں نے حکومت کی اصلاحات کے پیکج کی حمایت کی' انہیں ان کے مخالف لوگوں کی جانب سے اس طرح نتھی کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان عناصر نے ''کنگز پارٹی'' کی اصطلاح گھڑی' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود مایوس ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان عناصر کو اس وقت مزید مایوسی ہوئی جب انہیں یہ پتہ چلا کہ اب اور زیادہ سیاسی جماعتوں نے مشرف حکومت کی اصلاحات کی حمایت کر دی ہے۔ اب وہ دیکھتے ہیں کہ مزید اتحاد سامنے آ رہے ہیں۔ نثار میمن نے کہا کہ سیاسی جماعتوں کو عام انتخابات کیلئے مناسب وقت دیا گیا' انہیں اپنا ہوم ورک وقت پر مکمل کر لینا چاہیئے تھا۔ حکومت نے مئی 2000ء میں اعلان کیا تھا کہ عام انتخابات اکتوبر 2002ء میں منعقد ہوں گے اور یہ سیاسی جماعتیں اس عرصے کو اپنی صفوں میں جمہوریت لانے کیلئے استعمال کر سکتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ دو بڑی سیاسی جماعتیں پی پی پی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) متبادل قیادت کا اعلان کر کے انتخابات میں حصہ لینے کے اپنے منصوبوں کا اعلان کر چکی ہیں۔ ایک سوال کہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کی ملک واپسی پر حکومت کا ردعمل کیا ہو گا' کے جواب میں وزیر اطلاعات نے کہا کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے گا چونکہ وہ مختلف مقدمات میں سزا یافتہ ہیں۔ اب فیصلہ کرنا ان رہنماؤں پر منحصر ہے آیا وہ واپس آنے کا خطرہ مول لے رہے ہیں یا نہیں۔ نواز شریف کے بارے میں انہوں نے کہا کہ وہ ایک سمجھوتے کے تحت گئے ہیں اور اگر وہ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو انہیں اسکی قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ خود ساختہ جلاوطن رہنماؤں کی ریکارڈ شدہ تقاریر چلانے کے معاملے کے حوالہ سے انہوں نے کہا کہ اگر یہ قرار پاتا ہے کہ کوئی انتخابی عمل میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے تو حکومت ضروری کارروائی کرے گی۔ مشرف حکومت کی طرف سے شروع کردہ اصلاحات کے تسلسل کے حوالے سے سوال پر انہوں نے کہا'' مجھے تصدیق کرنے دیں کہ موجودہ حکومت کی پالیسیوں کو آئینی طور پر تحفظ دیا جائے گا۔''

وفاقی وزیر اطلاعات نثار میمن نے کہا کہ یہ اس لحاظ سے منفرد وقت ہے کہ ایک فوجی حکومت سے ایک منتخب جمہوری حکومت کو اقتدار دینے کیلئے فوج نے تبدیلی (ٹرانزیشن) کا منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی تاریخ میں بذات خود ایسا نہیں ہوا اور یہ تمام متعلقہ حلقوں کیلئے ایک چیلنج کا حامل امر ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر جنرل پرویز مشرف کی حکومت نے گذشتہ تین برسوں سے پہلے ہی اس چیلنج کو قبول کیا ہوا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ سال اگست میں بلدیاتی انتخابات کے ذریعے بنیادی سطح پر لوگوں کو بااختیار بناتے ہوئے سیاسی اصلاحات کی گئیں اور مقامی حکومت کی معاونت کیلئے بیوروکریسی کے ڈھانچے میں اہم تبدیلیاں آئی ہیں۔ دوسری بات مالیاتی طور پر بااختیار بنانے کی ضرورت تھی اور یہ اختیارات بھی تفویض کر دیئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے کسی سڑک کی تعمیر کیلئے کسی رکن قومی اسمبلی سے ان فنڈز کی منظوری کرانا پڑتی تھی جو اس کو مختص کئے جاتے تھے۔ اب یونین' تحصیل اور ضلع کی سطح پر سہولیات کی فراہمی کیلئے لوگوں کو بااختیار بنایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اصلاحات کی دوسری سطح یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے صدر جنرل پرویز مشرف کو اکتوبر 1999ء میں متعین کردہ مقاصد کو تقویت دینے کیلئے آئین میں ضروری ترامیم کی اجازت دی اور یہ آئینی ترامیم مسودے کی شکل میں پیش کی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات بھی عدیم النظیر ہے کہ ایک فوجی حکومت نے مباحثے کیلئے پاکستان کے عوام کو مسودہ پیش کیا۔ انہوں نے تمام سیاسی جماعتوں

میڈیا اور دانشوروں کو مشاورت کی دعوت دی۔ نثار میمن نے کہا کہ صدر مملکت جلد ہی عوامی آراء کو مد نظر رکھنے کے بعد آئینی ترامیم کا اعلان کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ تیسرا ماہ۔ اکتوبر میں عام انتخابات کا وقت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ایک بار پھر یہ چیلنج صرف حکومت کیلئے نہیں بلکہ الیکشن کمیشن اور سیاسی جماعتوں کیلئے بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ صورتحال بہت زیادہ بالغ نظری کی متقاضی ہے اور یہ بات ملک کیلئے بہت اہم ہے کہ اس عمل میں حصہ لینے والی سیاسی جماعتیں پورے عمل میں کسی متنازعہ بات میں نہ الجھیں کیونکہ تبدیلی کا یہ مرحلہ نہ صرف سیاسی جماعتوں بلکہ پاکستان کے عوام کیلئے بھی اہم ہے۔ عوام اپنی پہلی والی اور نئی سیاسی قیادت کی طرف دیکھتے ہیں تا کہ وہ اس تبدیلی کے چیلنج کو قبول کر سکیں اور عوام کا چیلنج یہ دیکھنا ہے کہ اکتوبر 1999ء میں انہوں نے یہ حمایت دی تھی جب یہ ماورائے آئین تبدیلی واقع ہوئی۔ نہ صرف عوام نے بلکہ ماسوائے ایک جماعت کے جو متاثرہ تھی، سب سیاسی جماعتوں نے بھی اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اب عوام کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیئے کہ انہوں نے گذشتہ تین برسوں میں صدر مشرف کی حکومت کو جو حمایت مہیا کی، اسے جاری رہنا چاہیئے۔ اب انہیں ایسے لوگوں اور جماعتوں کو منتخب کرنا چاہیئے جو اس بات کو یقینی بنائیں کہ لوگوں کو سیاسی طور پر با اختیار بنانے سمیت تمام اقتصادی اور سماجی اصلاحات کا تحفظ ہو۔ انہیں صرف اسی صورت میں تحفظ مل سکتا ہے کہ صحیح لوگ آگے آئیں۔ یعنی وہ لوگ جو اصلاحات کو تقویت دینے پر یقین رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو ملک کو بہت ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں نہ کہ ایک ایسے ملک کی صورت میں جو ہمیشہ ڈیفالٹ کے خطرے سے دوچار رہا اور ایک وقت میں یہ کہا جاتا رہا کہ یہ ناکام ریاست کی طرف جا رہا ہے۔

وزیر اطلاعات نثار میمن نے یاد دلایا کہ 1990ء کی دہائی میں یہ غیر ملکی زرمبادلہ کے حوالے سے 100 ملین ڈالر کی انتہائی نچلی سطح پر چلا گیا تھا جبکہ آج صورتحال یہ ہے کہ غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر 7 ارب ڈالر سے زائد ہیں اور یہ سب کچھ اقتصادی اور سماجی اصلاحات اور کامیاب خارجہ پالیسی کے نتیجہ میں ہوا ہے جو صدر مشرف نے اختیار کی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم 11 ستمبر 2001ء کے نتیجے میں پیدا ہونے والے چیلنج کے سامنے کھڑے ہوئے جب ہماری معیشت پر بہت دباؤ آ گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہ صرف یہ بلکہ پاکستان میں دہشت گردی نے زور پکڑ لیا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ پاکستان کی حکومت کی چوکس پالیسی اور ہمارا پولیس ایکشن جو ہم نے پولیس قوانین کی صورت میں لیا، کی وجہ سے ہم دہشت گردی کو روکنے میں کامیاب رہے اور اس کے نتیجے میں ان افراد کو پکڑا جو فرانسیسیوں پر اور امریکی قونصلیٹ کے باہر کراچی میں اور مری اور ٹیکسلا میں دہشت گرد حملوں کے ذمہ دار تھے۔ یہ افراد نہ صرف پکڑے گئے بلکہ مارے گئے، یعنی انہوں نے یا تو خودکشی کر لی یا فائرنگ کے تبادلے میں مارے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے لوگ اس دن کے منتظر ہیں جب تمام پالیسیوں کے نتائج عملی صورت میں سامنے آئیں گے اور حتی کہ فرقہ وارانہ ہلاکتوں میں ملوث افراد کو بھی پکڑا گیا۔ اکرم لاہوری اور دیگر کو گرفتار کیا گیا ہے اور ان پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے، عدالتیں کام کر رہی ہیں اور مجرموں کو سزا دے رہی ہیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ جس کسی کو بھی عدالت نے سزا دی صدر مشرف نے ان میں سے کسی کو اب تک معافی نہیں دی۔ قانون کے مطابق پھانسیاں دی جا رہی ہیں۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ یہ تمام متعلقہ حلقوں یعنی سیاسی حکومت، سیاسی جماعتوں اور پاکستان کے عوام کیلئے ایک چیلنج کا حامل وقت ہے۔ ہم اس چیلنج پر پورا اترنے کی توقع رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صدر مشرف کی حکومت اس ضمن میں پرعزم ہے اور دنیا دیکھے گی کہ یہ تبدیلی واقع ہوگی اور اکتوبر میں شفاف اور منصفانہ انتخابات منعقد ہوں گے۔

حکومت آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابات کے انعقاد کے لئے الیکشن کمیشن کی مکمل معاونت کر رہی ہے۔ یہ بات وزیر اطلاعات جناب نثار میمن نے اے پی پی کے ساتھ ایک انٹرویو کے دوران کہی کہ حکومت مکمل طور پر الیکشن کمیشن کی معاون ہے اور اس کی جو بھی تجاویز اور ضروریات ہیں، ہم اسے پورا کر رہے ہیں۔ الیکشن کمیشن اگر قوانین میں کچھ تبدیلیوں کی تجویز کر رہا ہے تو ہم بھی ایسے قوانین بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان افراد پر بھاری جرمانے عائد کرنے کا سوچ رہے ہیں جو انتخابات کے منصفانہ ہونے کی خلاف ورزی کریں۔

حلقوں کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ مقرر ہیں اور ووٹروں کو اپنے ووٹ ڈالنے کیلئے اپنا خلوص ثابت کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے انتخابات منصفانہ ہونے کی نگرانی کیلئے بین الاقوامی مبصرین کی بھی اجازت دی ہے۔ تاہم انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ ایسے مبصرین سے خبردار رہیں جو زیادہ دوستانہ ممالک کے نہ ہوں وہ خاص عزائم کے ساتھ آ سکتے ہیں۔ پاکستان کے عوام ایسے عزائم کے خلاف دفاع کریں گے۔

آئین میں کم سے کم ضروری ترامیم کی جائیں گی

پاک جمہوریت فیچر سروس

وفاقی وزیر قانون انصاف و پارلیمانی امور ڈاکٹر خالد رانجھا نے کہا کہ آئین میں کم سے کم ترامیم کی جائیں گی جو سول حکومت کو اقتدار کی منتقلی کے لئے ناگزیر ہیں۔

وزیر قانون نے کہا کہ انتخابی عمل شروع ہونے سے قبل 24 اگست کو ترامیم کر دی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ مجوزہ آئینی ترامیم پر نہایت حقیقت پسندانہ مشاورت کی گئی ہے جن میں صحافی، دانشور، سیاستدان، وکلاء اور معاشرے کے دیگر متعلقہ طبقے کے لوگ شامل تھے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ان تجاویز اور سپریم کورٹ جس نے موجودہ حکومت کو ترامیم کرنے کی اجازت اور اختیار دیا ہے' کے فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے کم سے کم ضروری ترامیم کرے گی۔

ڈاکٹر خالد رانجھا نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ آئین میں کسی فرد کیلئے ترامیم نہیں کی جائیں گی اور تمام ترامیم ملک میں حقیقی اور پائیدار جمہوری نظام اور قومی مفاد کے لئے کی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ترامیم کا مقصد صدر کے اختیارات میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ جمہوریت کو پائیدار بنانا ہے۔

قومی سیکورٹی کونسل کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس کے پاس پارلیمنٹ سے بالا کوئی مداخلتی اختیارات نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم ملک کا چیف ایگزیکٹو ہوگا اور اسی کے پاس تمام اختیارات ہوں گے۔

اصلاحات کے مستقبل کے بارے میں انہوں نے کہا کہ درست سمت میں کی گئیں اصلاحات یقیناً باقی رہیں گی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی بھی حکومت مستقبل کی پارلیمنٹ کو پابند نہیں بنا سکتی۔ تاہم امید کی جاتی ہے کہ ان کو ختم کرنا آئندہ حکومتوں کیلئے آسان نہیں ہو گا کیونکہ یہ عوامی خواہشات کے مطابق ہوں گی۔

بے نظیر بھٹو اور شہباز شریف کی وطن واپسی کے سوال پر انہوں نے کہا کہ یہ سوال ان سے کیا جانا چاہئے کیونکہ وہ اپنی مرضی سے ملک چھوڑ کر گئے ہیں اور اگر وہ واپس آنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو انہیں اپنے خلاف زیر التواء ریفرنسز کا سامنا کرنا ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ بے نظیر بھٹو نے نواز شریف کے خلاف اور نواز شریف نے بے نظیر بھٹو کے خلاف ریفرنس بنائے تھے اور اب انہیں ان ریفرنسوں کا سامنا کرنا ہوگا۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا شہباز شریف کا انتخابات میں حصہ لینے کیلئے ملک واپسی کیلئے حکومت کے ساتھ کوئی سمجھوتہ طے پا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔

''انتخابی دھاندلی'' کے الزامات کے بارے میں وزیر قانون نے کہا کہ چونکہ موجودہ حکومت آئندہ انتخابات میں فریق نہیں ہے لہٰذا اس کا اس سلسلے میں کوئی کردار نہیں ہوگا۔ حکومت کو انتخابات سے قبل یا دوران انتخابات کسی قسم کی کوئی دھاندلی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے دھاندلی کرنا ہوتی تو اس کا آغاز حلقہ بندیوں کے دوران ہو چکا ہوتا۔ ماضی گواہ ہے کہ گذشتہ حکومتوں کے دوران دھاندلی کی بنیاد حلقہ بندیوں ہی میں رکھی گئی۔ اگر موجودہ حکومت نے اس عمل کے دوران ایسا نہیں کیا تو انتخابات کے دوران بھی کسی طرح کی دھاندلی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

پولنگ سٹیشنوں کا قیام اور عملے کی تربیت

الیکشن کمیشن نے ملک بھر میں 70 ہزار پولنگ سٹیشن قائم کرنے کے انتظامات شروع کر دیئے ہیں۔ الیکشن کمیشن نے انتخابات میں پولنگ سٹاف کی تربیت کیلئے بھی جامع پروگرام بنایا ہے تاکہ ڈیوٹی پر موجود سٹاف بہتر طریقے سے اپنے فرائض انجام دے سکے۔ چیف الیکشن کمشنر چیف جسٹس ریٹائرڈ ارشاد حسن خان کے حکم پر دو لاکھ اسی ہزار افراد کو الیکشن کمیشن کے ماہرین انتخابات کیلئے تربیت دیں گے۔

قومی سلامتی ایک اہم قومی تقاضا

پاک جمہوریت فیچر سروس

صدر جنرل پرویز مشرف نے ''لیگل فریم ورک آرڈر 2002ء'' کے تحت متعدد آئینی ترمیم نافذ کیں جن میں ''قومی سلامتی کونسل'' کا قیام بھی شامل ہے۔ اس ''آرڈر'' کو پارلیمنٹ کی توثیق کی ضرورت نہیں ہوگی۔ قومی سلامتی کونسل کا قیام آئین کی نئی دفعہ 152 (الف) کے تحت عمل میں لایا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے:

1۔ قومی سلامتی کونسل قائم ہوگی جو پاکستان کے اقتدار اعلیٰ سالمیت اور تحفظ کے بارے میں حکمت عملی اور جمہوریت، حکمرانی اور بین الصوبائی ہم آہنگی کے معاملات پر مشاورتی ادارہ کے طور پر کام کرے گی۔

2۔ قومی سلامتی کونسل کے چیئرمین صدر مملکت ہوں گے اور اس کے دیگر ارکان میں وزیراعظم، سینٹ کے چیئرمین، قومی اسمبلی کے سپیکر، قومی اسمبلی میں قائدحزب اختلاف (چاروں) صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور پاک فوج، بحریہ اور فضائیہ کے سربراہ شامل ہوں گے۔

3۔ قومی سلامتی کونسل کا اجلاس صدر مملکت اپنی صوابدید پر یا وزیراعظم کے مشورہ پر یا کونسل کے کسی بھی رکن کی درخواست پر اس کے تجویز کردہ وقت کے دوران طلب کر سکیں گے۔

قومی سلامتی کونسل کو ختم کرنے کا اختیار پارلیمنٹ کو نہیں ہوگا مگر کونسل حکومت کے کاموں میں یا پارلیمنٹ کے عمل میں مداخلت نہیں کرے گی اور پارلیمنٹ جو بھی فیصلہ کرے گی سلامتی کونسل اسے ختم کرنے کی مجاز نہیں ہوگی۔ قومی سلامتی کونسل ''چیک اینڈ بیلنس'' کا بہتر نمونہ ہوگی اور اس میں تینوں مسلح افواج کے سربراہوں کی شرکت کے باعث فوج اقتدار پر قبضہ کرنے سے باز رہے گی۔

قومی سلامتی کونسل میں فوجی سربراہوں کی موجودگی مستقبل میں فوجی انقلاب کے امکانات کو ختم کر دے گی۔ فوجی انقلاب اس لئے ممکن نہیں ہوگا کہ ان لوگوں کو کونسل میں شامل کر لیا گیا ہے جو اس نوع کے سخت فیصلے کر سکتے ہیں۔ قومی سلامتی کونسل ایک طاقتور مگر مشاورتی ادارہ ہوگی۔ صدر نے بار بار اس بات پر زور دیا کہ وہ جو اقدامات کر رہے ہیں وہ پاکستان میں حقیقی جمہوریت کے قیام کے لئے ناگزیر ہیں۔ ''ہم ایک جمہوری آمریت سے منتخب جمہوریت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔''

مشرف حکومت نے آئینی ترامیم کا جو پیکج پیش کیا تھا اس میں قومی سلامتی کونسل کے ارکان میں وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ، تینوں افواج کے سربراہ اور چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کو شامل کیا گیا تھا۔ آئینی پیکج پر عوامی مشاورت کے دوران یہ بات زور دے کر کہی گئی کہ 10 ارکان پر مشتمل کونسل میں فوجی ارکان کا غلبہ ہے چنانچہ صدر مملکت نے قومی اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر کو بھی سلامتی کونسل کا رکن بنانے کا اعلان کیا۔ اب کونسل کی قطعی شکل میں اس کے ارکان کی کل تعداد 13 ہوگئی ہے جن میں وزیراعظم، قائد حزب اختلاف، سینٹ کے چیئرمین، قومی اسمبلی کے سپیکر اور چار وزرائے اعلیٰ سمیت 8 ارکان کا فوج سے کوئی تعلق نہیں اور مستقبل میں جب صدر مملکت بھی سول میں سے ہوں گے تو 9 ارکان سول سے متعلق ہوں گے اس سے سیاستدانوں کا یہ اعتراض بے وزن ہو جائے گا کہ قومی سلامتی کونسل میں فوج کو غلبہ حاصل ہے۔

مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے کئی ترامیم پر جن میں قومی سلامتی کونسل کے قیام کا نیا آرٹیکل (152 A) بھی شامل ہے، سخت نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) پیپلز پارٹی (پارلیمنٹرین) اے آر ڈی، پاکستان تحریک انصاف اور متحدہ مجلس عمل کے مختلف رہنماؤں نے وہی مؤقف اختیار کیا جو وہ اب تک اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آئین میں ترامیم کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو ہے، کسی فرد واحد کو نہیں۔ انہوں نے قومی سلامتی کونسل کے قیام کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ تو ایک منتخب حکومت کے سر پر ایک غیر منتخب ادارے کو مسلط کرنے کے مترادف ہے۔ پی پی پی کے ترجمان نے کہا کہ نئی پارلیمنٹ وجود میں آنے کے بعد قوانین میں تبدیلی کر سکے گی اور تمام آئینی ترامیم ختم کر دے گی۔

قومی سلامتی کونسل کا تصور نیا نہیں، البتہ اسے

گزشتہ صدی کی تخلیق قرار دیا جا سکتا ہے۔ قومی سلامتی کونسل کا تصور سب سے پہلے دوسری جنگ عظیم کے بعد 1947ء میں امریکہ میں سامنے آیا۔ اس دور میں ہر طرف بے یقینی کا راج تھا اور جنگ میں فتح حاصل کر لینے کے باوجود اتحادی ممالک جن میں امریکہ سب سے طاقتور تصور کیا جاتا تھا افراتفری کا شکار تھے۔ امریکی قیادت نے قومی سلامتی کے حوالے سے جنگی حکمت عملی اور بھرپور انداز فکر کی تدوین و تشکیل کے لئے قومی سلامتی کونسل قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں دنیا کے کئی دوسرے ملکوں نے اس تصور کو اپنایا۔ "قومی سلامتی کونسل ایسا ادارہ تھا جو دفاعی معاملات میں غور و فکر کا ذمہ دار تھا اور اسی غور و فکر کے نتیجے میں جو فیصلے ہوتے پائے جاتے ان پر عمل درآمد کا نگران بھی تھا۔ کونسل ملک کی ایگزیکٹو کا ہی حصہ شمار ہوتی تھی۔

تقریباً سبھی ملکوں میں قومی سلامتی کونسل کی صدارت چیف ایگزیکٹو کرتا تھا' وہ وزیراعظم ہو یا صدر' ہاں! مخصوص حالات یا ضرورت کے تحت کونسل کا صدر چیف ایگزیکٹو کے سوا کسی دوسرے شخص کو بھی مقرر کیا جا سکتا تھا۔

پاکستان میں "قومی سلامتی کونسل" کا آغاز 1985ء میں ہوا جب جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت نے 1973ء کے آئین میں آرٹیکل 152 اے کا اضافہ کیا۔ چنانچہ کونسل کی تشکیل کی گئی۔ اس کے ارکان میں صدر مملکت' وزیراعظم' سینٹ کے چیئرمین' جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین' تینوں مسلح افواج کے سربراہ اور چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ شامل تھے۔ اس کونسل کے ذمہ تین فرائض تھے (1) آئین کے آرٹیکل 232 کے تحت ملک میں ایمرجنسی کے نفاذ (2) پاکستان کی سلامتی اور (3) کسی بھی اور مسئلہ کے بارے میں جو صدر مملکت' وزیراعظم کے مشورہ سے کونسل کو بھجوائے' کونسل اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

لیکن قومی سلامتی کونسل کی تشکیل اور فوجی سربراہوں کی رکنیت کے باعث کونسل کے کردار کے بارے میں کہ وہ مختلف امور پر سفارشات پیش کرے گی' یہ تاثر پیدا ہو گیا کہ اس کی مدد سے صدر کو ایک منتخب حکومت کو انتظامی احکام جاری کرنے کا اختیار مل جائے گا جو 1985ء میں جمہوریت کی بحالی کے بعد معرض وجود میں آئے گی۔ یہ صدارتی اختیار منتخب حکومت سے متصادم اور پارلیمانی جمہوریت کے منافی ہو گا۔ چنانچہ نومبر 1985ء میں آئین کے آرٹیکل 152 کو 8ویں ترمیم کے ذریعے ختم کر دیا گیا اور "قومی سلامتی کونسل" وجود میں نہ آ سکی۔

1997ء میں نگران حکومت نے حکومت کے رولز آف بزنس مجریہ 1973ء میں ترمیم کی اور اس ترمیم کے تحت "کونسل برائے دفاع و قومی سلامتی" (سی ڈی این ایس) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے ارکان میں صدر مملکت' وزیراعظم' چار وفاقی وزراء اور چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور تینوں مسلح افواج کے سربراہ شامل کئے جاتے تھے۔ اس کونسل کی ذمہ داری یہ قرار دی گئی کہ وہ (1) قومی سلامتی کے لئے مجموعی اعتبار سے قومی حکمت عملی (سٹریٹجی) کا تعین کرے گی اور اس ضمن میں ترجیحات طے کرے گی۔ (2) قومی دفاعی اہداف کے مدنظر دفاعی پالیسی تیار کرے گی اور اس پالیسی کے مقاصد کے حصول کے لئے "اندازے" مرتب کرے گی جن کی بنیاد پر منصوبہ بندی کی جائے گی۔ (3) ملک کی داخلی اور خارجی پالیسیوں کی دفاعی پالیسی سے ہم آہنگی اور باہمی تعامل میں ربط پیدا کرے گی۔ (4) قومی حکمت عملی کے تحت مسلح افواج کے کردار کا تعین کرے گی۔ (5) ملک کی معاشی اور مالیاتی پالیسیوں پر جو دفاع اور قومی سلامتی پر اثر انداز ہونے والی ہوں' کے بارے میں حکومت کو مشورہ دے گی اور (6) اندرونی سلامتی' ایمرجنسی کے نفاذ اور قومی اہمیت کے دوسرے امور کے بارے میں' جو کونسل کو بھیجے جائیں گے' اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرے گی۔

"کونسل آف ڈیفنس و قومی سلامتی" ایک ایگزیکٹو تنظیم ہی تھی جس کا تعلق قومی سلامتی کے معاملات سے تھا۔ مگر یہ کونسل مفید ثابت نہ ہو سکی اور جنوری 1997ء میں اسے ختم کر دیا گیا۔

اب جنرل پرویز مشرف کا دور آیا تو انہوں نے "عبوری آئینی حکم" (پی سی او) کے تحت 31 اکتوبر 1999ء کو "قومی سلامتی کونسل" کے قیام کا اعلان کیا۔ اس کونسل میں چیف ایگزیکٹو (بطور چیئرمین کونسل) بحریہ کے سربراہ اور فضائیہ کے سربراہ کو شامل کیا گیا۔ چیف ایگزیکٹو اس کے مزید ارکان مقرر کر سکتے تھے۔ اس کونسل کے ذمے جو فرائض لگائے گئے وہ اس طرح تھے:

کونسل ان امور اور مسائل پر جو چیف ایگزیکٹو اسے بھیجنا ضروری تصور کریں غور کرے گی' بحث مباحثہ کرے گی اور چیف ایگزیکٹو کو قومی مفاد کے مطابق مشورہ دے گی۔ یہ مسائل اور امور عموماً قومی سلامتی' خارجہ امور' امن و امان' کرپشن' احتساب' بینکوں کے قرضوں کی وصولی' نادہندگان سے سرکاری واجبات اور قرضوں کی وصولی' مالی معاملات' معاشی اور سماجی بہبود' اسلامی نظریات' بنیادی انسانی حقوق' اقلیتوں کے تحفظ' خواتین کی بہبود و ترقی سے متعلق ہوں گے۔ کونسل "قرارداد مقاصد" کے مطابق ان مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں ہو گی اور اس بارے میں بھی مشاورت دے گی۔

قومی سلامتی کونسل 7 اگست 2001ء کو از سر

نو تشکیل دی گئی۔ اس کے ارکان میں صدر مملکت (چیئرمین) چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی۔ تینوں مسلح افواج کے سربراہ اور چاروں صوبائی گورنر شامل کئے گئے۔ صدر کو یہ اختیار بھی دیا گیا کہ وہ چاہیں تو کسی اور فرد کو بھی کونسل کا رکن مقرر کر سکیں گے۔

اس قومی سلامتی کونسل کو جو کردار سونپا گیا وہ اس طرح تھا:

کونسل ان معاملات پر غور کرے گی، بحث مباحثہ کرے گی اور مشورہ دے گی، جو صدر مملکت کونسل کو بھجوائیں گے۔ یہ معاملات اور امور اسلامی نظریہ، قومی سلامتی، ملک کے اقتدار اعلیٰ، سالمیت اور استحکام سے متعلق ہوں گے تاکہ ''قرارداد مقاصد 1940ء'' کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔

کونسل کے غور وخوض کے بعد صدر مملکت کونسل کی رائے پر عمل درآمد اسی طرح کروائیں گے جس طرح وہ مناسب تصور کریں گے۔ صدر مملکت اپنے اختیارات کے استعمال، اپنے فرائض کی ادائیگی ''قومی سلامتی کونسل کے قیام کے قیام کے حکم'' کے تحت اپنی صوابدید کے مطابق روبہ عمل لائیں گے۔

اپنی موجودہ شکل میں قومی سلامتی کونسل، صدر مملکت اور چیف ایگزیکٹو کے لئے ایک ''مشاورتی ادارے'' کی حیثیت رکھتی ہے مگر صدر مملکت کونسل کے کسی مشورے پر اپنی صوابدید کے مطابق ہی عمل کریں گے۔ تمام معاملات میں فیصلہ صدر مملکت اور چیف ایگزیکٹو ہی کریں گے۔ کونسل کوئی فیصلہ صادر نہیں کرے گی۔ اس طرح یہ کونسل 1985ء میں قائم کی جانے والی قومی سلامتی کونسل سے کردار کے حوالے سے بالکل مختلف باڈی ہے۔ اس کا کام ''مشورہ دینا، سفارشات پیش کرنا ہے'' جس کا مطلب یہ ہے کہ قومی سلامتی کونسل ''فیصلہ کرنے والا ادارہ'' نہیں رہی ہے۔

کونسل کے قیام کی ضرورت کے سلسلے میں حکومت نے سات نوجوہ یا دلائل پیش کئے۔

(1) اکتوبر 2002ء کے انتخابات کے بعد ملک میں آئینی طور پر ایک جمہوری حکومت قائم ہو جائے گی۔ جوں جوں وقت قریب آ رہا ہے' موجودہ حکومت یہ امر یقینی بنانے کے لئے کام کر رہی ہے کہ مستقبل میں ریاستی ادارے اس قابل ہوں کہ وہ عمدہ حکمرانی کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کر سکیں اور مستقل جمہوری عمل قائم رہ سکے۔ اس عمل میں ناکامی سے اب تک مکمل ہونے والی اصلاحات کو سخت نقصان پہنچے گا' اصلاحات کے عمل میں رکاوٹ پیدا ہو گی اور اس بات کا خطرہ ہے کہ سابقہ صورت حال ہی عود کر آئے گی۔

(2) اس وقت اعلیٰ ترین سطح پر کسی ایسے ڈھانچے کے لئے کوئی آئینی بنیاد موجود نہیں جس میں اقتدار اور قوت کے حامل سبھی ذمہ دار افراد مثلاً صدر مملکت' وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ شامل ہوں۔

(3) کوئی ایسا اجتماعی ادارہ بھی موجود نہیں جو کسی بھی بحران کو پیدا ہونے سے پہلے یا سامنے آنے پر حل کر سکے تاکہ یہ بحران کسی بڑی پیچیدگی یا مصیبت کا سبب نہ بن سکے۔ چنانچہ ماضی میں حکومتوں نے یہ مناسب تصور کیا کہ کابینہ اور اسمبلیوں کے اداروں کو پس پردہ مشوروں اور دوسرے مراکز اختیار کے ذریعے اس قابل بنائیں کہ وہ سیاسی بحران حل کر سکیں۔

(4) ملک میں کوئی ایسا ادارہ موجود نہیں جو کسی بھی ملکی صورت حال کا قبل از وقت اندازہ لگا سکے' اس کے رخ کا تعین کر سکے یا ملک کی سلامتی و دفاع کے بارے میں وسیع تر تناظر میں غور و فکر کر سکے یا حکمرانی اور جمہوریت کے حوالے سے پیدا ہونے والے حالات و عواقب کا حل پیش کر سکے جو آخر کار ملک کے سیاسی استحکام پر بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

(5) توازن اور روک تھام (چیک اینڈ بیلنس) کے حوالے سے کوئی ایسا وسیع البنیاد ادارہ بھی ملک کے اندر موجود نہیں جو طاقت و اختیار رکھنے والے اہم افراد کو ان کے انفرادی طور پر اپنے آئینی اختیارات کے استعمال سے قبل اپنے اجتماعی مشورہ سے نواز سکے۔

(6) اعلیٰ سطح پر ان سب ''طاقتور'' لوگوں کی شمولیت سے قائم ہونے والا ادارہ' صدر مملکت' وزیراعظم' سی او اے ایس اور وزرائے اعلیٰ کے اپنے اپنے حیطہ اقتدار میں طاقت اور اختیارات کے استعمال پر مثبت اثرات کا حامل ہو اور یوں فوج کی مداخلت کا امکان ختم ہو سکے۔

> **سیاستدانوں کا یہ اعتراض بے وزن ہو گیا کہ ''کونسل'' میں فوج کو غلبہ حاصل ہے**
>
> **کل ارکان 13**
>
> **سول ارکان 8**
>
> **فوجی ارکان 5**

(7) اس سے صدر مملکت کو مزید پانچ سالوں کے لئے ایک فورم میسر آ سکے گا جس کے تحت وہ اصلاحات کے عمل کو جاری رکھنے اور استحکام بخشنے میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو متاثر کر سکیں گے۔

آئینی پیکج میں قومی سلامتی کونسل کے حوالے سے ''چیک اینڈ بیلنس'' کی جو مختصر تفصیل دی گئی ہے وہ اس طرح ہے: (الف) صدر کے صوابدیدی اختیارات (1) وزیراعظم کا تقرر (2) وزیراعظم اور

کابینہ کی برطرفی' (3) وزیراعظم یا کابینہ کی طرف سے آنے والے مشورہ پر نظر ثانی کے لئے واپس بھجوانا' (4) قومی اسمبلی کی تحلیل (الف) جب وزیراعظم اس کا مشورہ دے (ب) جب حکومت آئین کے مطابق نہ چلائی جا سکے۔ (5) گورنروں کا تقرر' (6) گورنر کی طرف سے (الف) وزیراعلیٰ کو برطرف کرنے کی منظوری دینا اور (ب) صوبائی اسمبلی کی تحلیل۔

صدر آئینی مناصب پر آئینی اعتبار سے متعلق افراد کے خیالات سننے کے بعد افراد کا تقرر کر سکے گا اور کسی بھی فرد کا ایک معیاد کے لئے تقرر کرے گا جس میں اضافہ نہیں کیا جا سکے گا۔ تاہم جو نئی کونسل آئینی ترمیم کے تحت 21 اگست کو سامنے آئی ہے وہ آئینی پیکج میں شامل "کونسل" کی نسبت زیادہ متوازن اور اس اعتبار سے بہتر ہے کہ اس میں فوجی ارکان کم اور سول ارکان زیادہ ہیں۔ خصوصاً سینٹ کے چیئرمین اپوزیشن کے قائد اور قومی اسمبلی کے سپیکر کی شمولیت سے یہ ایک متوازن ادارہ بن چکی ہے۔ یہ توقع بے جا نہ ہوگی کہ کونسل اپنے وہ اغراض و مقاصد پورے کر سکے گی جن کا ذکر آئینی ترامیم کے پیکج میں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ کونسل کی نئی تشکیل سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ کونسل میں فوج کا غلبہ نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک عمومی قومی ادارہ ہوگی جو قومی مقاصد کے لئے کام کرے گی اور حکمرانی میں موثر "چیک اینڈ بیلنس" کا کردار ادا کرے گی۔

☆☆☆☆☆

تمام صدارتی آرڈرز کو قانونی تحفظ

پاک جمہوریت فیچر سروس

صدر مملکت کی جانب سے جاری کئے جانے والے لیگل فریم ورک آرڈر 2002ء کے تحت صدر اور چیف ایگزیکٹو کی طرف سے 12 اکتوبر 1999ء سے لیکر آج تک جاری کئے گئے تمام آرڈیننسز آرڈرز' ملک میں ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان' پی سی او' ریفرنڈم آرڈر اور دیگر تمام قوانین' تقرریوں' احکامات اور ہدایات کو آئینی تحفظ دے دیا گیا ہے۔ صدر یا چیف ایگزیکٹو کے حکم کو کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی کیس دائر ہوگا یہ تمام قوانین نافذ رہیں گے اور ان پر عملدرآمد بھی جاری رہے گا اس حوالے سے آئین کا نیا آرٹیکل 270 اے متعارف کرایا گیا ہے۔ آرڈر میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اگر آئین میں کسی مزید ترمیم کی ضرورت محسوس ہوئی تو چیف ایگزیکٹو کسی بھی قسم کی ترمیم کیلئے آرڈر جاری کر سکیں گے تاکہ کوئی بھی مشکل پیش نہ آئے اور اس آرڈر کو کسی بھی عدالت میں کسی بھی گراؤنڈ پر چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ صدر مملکت چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سپریم کورٹ کی طرف سے دی گئی مدت کے تحت چھوڑ دیں گے۔ قومی اسمبلی کی 342 نشستیں ہوں گی جن میں سے 272 عام نشستیں' 60 خواتین کیلئے مخصوص نشستیں اور 10 اقلیتوں کیلئے ہوں گی۔ قومی اسمبلی کا حلقہ سنگل امیدوار کی بنیاد پر ہوگا جبکہ صوبائی اسمبلی کا بھی ایک حلقہ ہوگا جو سیاسی جماعت قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں پانچ فیصد سے کم نشستیں لے گی وہ خواتین یا غیر مسلموں کی نشستوں کیلئے مجاز نہیں ہوگی۔ سینٹ کے ارکان کی تعداد 100 ہوگی۔ ہر صوبے سے 14 ارکان لئے جائیں گے۔ 8 وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے' 2 وفاقی دارالحکومت سے ارکان ہوں گے 4 خواتین ہر صوبائی اسمبلی سینٹ میں منتخب کر کے بھیجے گی۔ ایک عالم سمیت چار ٹیکنو کریٹس بھی صوبائی اسمبلی سے منتخب ہو کر سینٹ کے رکن بن سکیں گے۔ کوئی بھی شخص جس کی عمر پچیس سال سے کم نہ ہو اور اس کا نام ووٹر لسٹ میں درج ہو قومی اسمبلی کا ممبر بننے کا اہل ہوگا۔ متنازعہ بل کو نمٹانے کیلئے دونوں ہاؤسز' سینٹ اور قومی اسمبلی سے آٹھ آٹھ ارکان پر مشتمل ایک ثالثی کمیٹی بنائی جائے گی جس کے پاس بل پندرہ دنوں میں بھیجا جائے گا۔ جس ہاؤس سے بل کمیٹی کو بھیجا گیا ہوگا اس ہاؤس کا ممبر کمیٹی کا چیئرمین جبکہ دوسرے ہاؤس کا ممبر اس کا وائس چیئرمین منتخب کیا جا سکے گا۔ کمیٹی اپنے تمام فیصلے کمیٹی میں شامل ارکان کی اکثریت سے کرے گی۔ صدر مملکت' چیئرمین سینٹ اور سپیکر قومی اسمبلی کی مشاورت سے ثالثی کمیٹی کیلئے رولز آف بزنس بنانے کے مجاز ہوں گے۔ کوئی بھی منی اور فنانس بل قومی اسمبلی میں بھیجنے کے ساتھ ساتھ سینٹ کو بھی سات دنوں کیلئے بھیجا جائے گا جو کہ اس پر اپنی سفارشات کے بعد اسے دوبارہ قومی اسمبلی کو بھیج دے گی۔ قومی اسمبلی سینٹ کی سفارشات پر غور کرے گی اور ان کو شامل کر کے یا شامل کئے بغیر صدر کو بھیجنے کی مجاز ہو گی۔ جب کوئی قومی یا صوبائی اسمبلی اپنی مدت پوری

کرے گی یا اسے برطرف کیا جائے گا تو صدر اپنی صوابدید پر مرکز میں اور گورنر صدر کی منظوری سے صوبوں میں نگران کابینہ مقرر کرنے کے مجاز ہوں گے۔ اگر قومی یا صوبائی اسمبلی میں خواتین کیلئے مخصوص نشستوں یا اقلیتی نشستوں پر منتخب ہونے والے ارکان میں سے کوئی رکن استعفیٰ دے دیتا ہے' وفات پاجاتا ہے یا نااہل قرار پاجاتا ہے تو اس کی جگہ پارٹی کی جانب سے الیکشن کمیشن کو دی جانے والی امیدواروں کی فہرست میں شامل اگلا شخص پُر کرے گا۔ جب کوئی نگران حکومت قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کی برطرفی یا مدت پوری ہونے کے بعد قائم کی جائے گی تو وزیراعظم یا نگران وزیراعلیٰ فوری طور پر اس اسمبلی کا الیکشن لڑنے کے اہل نہیں ہوں گے۔ صدر مملکت اپنی صوابدید پر نہ صرف چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور دیگر سروسز چیفس کا تقرر کرسکیں گے بلکہ ان کی تنخواہوں اور الاؤنسز کو طے کرنے کا اختیار بھی صدر کے پاس ہوگا۔ سپریم کورٹ اور ہائیکورٹس کے ججز کا تقرر صدر وزیراعظم کی مشاورت سے کریں گے۔ صدر کی طرف سے سٹیٹ بینک آف پاکستان' قومی احتساب بیورو' چاروں صوبوں کے لوکل گورنمنٹ آرڈیننسز' الیکشن کمیشن آرڈر 2002ء' عام انتخابات کے انعقاد کا آرڈر 2002ء' سیاسی جماعتوں کا آرڈر 2002ء پبلک آفسز میں منتخب ہونے والے امیدواروں کی اہلیت کا آرڈر 2002ء اور پولیس آرڈر 2002ء کو بھی آئینی تحفظ دے دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابات برائے 2002ء

پاک جمہوریت فیچر سروس

چیف الیکشن کمشنر چیف جسٹس (ر) ارشاد حسن خان نے اس سال 16 جنوری کو اپنا منصب سنبھالا۔ چھ ماہ کے مختصر عرصے میں انہوں نے ملک میں آزادانہ' منصفانہ اور شفاف انتخابات کے لئے تمام اقدامات مکمل کر لئے۔ الیکشن کمیشن کی طرف سے جاری کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق اپنا منصب سنبھالتے ہی چیف الیکشن کمشنر نے رائے دہندگان کی فہرست تیار کرنے کے لئے ایک پبلسٹی مہم شروع کی اور گھر گھر جا کر عملے نے اہل ووٹروں کے ووٹوں کا اندراج کیا۔

رائے دہندگان کی اخبارات کے ذریعے تشہیر کی گئی' ملک بھر کے ایسے رائے دہندگان جن کا نام ووٹر لسٹ میں درج ہونے سے رہ گیا تھا انکو اپنا نام درج کرانے کی سہولت دینے کیلئے اندراج کی آخری تاریخ میں ایک ماہ کی توسیع کی گئی۔ چیف الیکشن کمشنر کی ہدایت کے تحت عوامی شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے ایک خصوصی شکایات سیل قائم کیا گیا۔ حکومت نے جب ووٹروں کی عمر 21 برس سے 18 برس کرنے کا فیصلہ کیا تو اس فیصلے پر چیف الیکشن کمشنر کی ہدایت پر اٹھارہ برس کے ووٹروں کے نام ووٹر لسٹوں میں درج کئے گئے اور پھر 11 جون 2002ء کو نئی انتخابی فہرستیں شائع کرنے کے لئے نادرا کے حوالے کی گئیں۔ نادرا نے 31 جولائی 2002ء کو نئی فہرستیں تیار کر کے کمیشن کے حوالے کر دیں۔ الیکشن کمیشن نے حلقہ بندیوں کا عمل بھی شروع کیا اور حلقہ بندیوں کے سلسلے میں قانون کے مطابق تبدیلیاں کیں اور اس سلسلے میں اعتراضات کو نمٹایا۔ جب حکومت نے اسمبلیوں کا انتخاب لڑنے والوں کیلئے گریجویشن کی شرط رکھی تو چیف الیکشن کمشنر نے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو خط لکھا کہ مذہبی اداروں کی تعلیمی ڈگریوں کی کیا پوزیشن ہے؟ تو کمیشن نے چیف الیکشن کمشنر کو بتایا کہ شہادۃ العالیہ فی العلوم عربیہ والاسلامیہ کی سند رکھنے والے انتخابات لڑ سکتے ہیں کیونکہ ان کی یہ سند بی اے کے برابر ہے۔ چیف الیکشن کمشنر نے ریٹرننگ افسران میں پائی جانے والی بدنظمی کا نوٹس لیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ الیکشن میٹریل کی تقسیم کے لئے ایک سے زیادہ کاؤنٹرز بنائیں۔ وہ اپنے دفاتر میں نشستوں کا اہتمام کریں تاکہ میٹریل لینے والوں کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ریٹرننگ افسران کو ہدایت کی گئی کہ پولنگ افسران اور پریذائیڈنگ افسران امیدواروں سے اخلاق اور شائستگی سے پیش آئیں۔ انتخابات میں دھاندلی روکنے کے لئے حکومت کو یہ تجویز پیش کی گئی پولنگ سٹیشنوں پر قبضہ کرنے کو جرم قرار دیا جائے اور ایسا جرم کرنے والے کو قید و جرمانے کی سزادی

جائے۔حکومت نے کمیشن کی سفارش پر اب یہ قانون نافذ کردیا ہے چیف الیکشن کمشنر نے نادرا کو ہدایت کی کہ وہ شناختی کارڈوں کی تیاری اور فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کمیشن کو ہفتہ وار رپورٹ پیش کرے۔کمیشن نے دس اکتوبر کو ہونے والے انتخابات کے لئے پولنگ سکیم کو حتمی شکل دے دی اور پولنگ سٹیشن قائم کرنے کے لئے گائیڈز لائن جاری کیں۔

15 اگست کو کمیشن کی ہدایت پر تمام ریٹرنگ افسران کو کاغذات نامزدگی فراہم کئے گئے یہ فارم قومی اور صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کو دس روپے فی فارم کی قیمت پر دستیاب ہیں۔ چیف الیکشن کمشنر نے عام انتخابات کا مشاہدہ کرنے کے لئے غیر ملکی مبصرین کو پاکستان آنے کی دعوت دی اور انہیں انتخابات کے بارے میں بریف کیا پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رہنما راجہ ظفر الحق کی تجویز پر چیف الیکشن کمشنر نے کاغذات نامزدگی داخل کرنے کا طریقہ کار تبدیل کیا۔کمیشن نے انتخابی نتائج کے اعلان کے بارے میں بعض سیاسی جماعتوں کے شکوک وشبہات کو ختم کیا اور بتایا گیا کہ انتخابی نتائج کا موقع پر بھی اعلان ہوگا اور نتیجہ کی ایک نقل ہر پارٹی کے پولنگ ایجنٹ کو دی جائے گی۔ریٹرنگ افسر خود ابتدائی نتیجہ کا اعلان کرے گا اور اس نتیجہ کو نوٹس بورڈ پر چسپاں کرے گا اور یہی نتیجہ وہ الیکشن کمیشن کو بھی ارسال کرے گا۔

رپورٹ کے مطابق چیف الیکشن کمشنر نے انتخابات کو منصفانہ' آزادانہ اور غیر جانبدارانہ بنانے کے لئے سرکاری ملازمین کے تبادلوں پر پابندی لگائی حکومت کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ سرکاری وسائل کسی امیدوار یا پارٹی کے حق میں استعمال نہیں کئے جاسکتے اور نہ کوئی وزیر یا عہدیدار انتخابات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کریگا۔الیکشن کمیشن نے سیاسی جماعتوں کو متوازن کوریج دینے کے لئے الیکٹرانک میڈیا کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق جاری کیا۔کمیشن نے سیاسی جماعتوں کو قانون کے مطابق اور سیاسی جماعتوں کی خواہش کے پیش نظر خوش اسلوبی سے انتخابی نشانات تقسیم کئے۔سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی مہم کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق جاری کیا گیا یہ ضابطۂ اخلاق سیاسی جماعتوں کی بنیاد پر جاری کیا گیا ہے الیکشن کمیشن کی رپورٹ کے مطابق کمیشن نے انتخابی شیڈول جاری کردیا ہے اور اب () 1 اکتوبر کو عام انتخابات منصفانہ' آزادانہ اور شفاف طور پر کرانے کے لئے مکمل طور پر تیار ہے۔

☆☆☆☆☆☆

الیکشن آرڈر 2002ء منظور

الیکشن کمیشن نے اکتوبر کے عام انتخابات میں ووٹوں کی گنتی کے عمل کو شفاف اور غیر جانبدارانہ بنانے کے لئے الیکشن آرڈر 2002ء کی منظوری دی ہے۔ یہ فیصلہ کمیشن کے اجلاس میں کیا گیا۔ جس کی صدارت چیف الیکشن کمشنر چیف جسٹس (ر) ارشاد حسن خان نے کی۔آرڈر کے تحت پولنگ ختم ہونے کے فوراً بعد سر بمہر بیلٹ بکس موقع پر موجود پولنگ ایجنٹوں اور مبصروں کو دکھائے جائیں گے اور بیلٹ بکس ان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔ اس کے بعد پولنگ ایجنٹوں کی موجودگی میں پولنگ سٹیشنوں پر ووٹوں کی گنتی ہوگی۔ووٹوں کی گنتی کا عمل غیر ملکی مبصرین بھی دیکھیں گے جنہیں الیکشن کمیشن خصوصی پاس جاری کرے گا۔نتائج پولنگ ایجنٹوں کی موجودگی میں پریذائیڈنگ افسر تیار کریں گے اور ہر پولنگ سٹیشن پر موجود ایجنٹ نتائج پر دستخط کریں گے اور اس کی کاربن کاپی پولنگ ایجنٹ کو فراہم کی جائے گی۔نتائج کی کاپی پولنگ سٹیشن سے باہر عام لوگوں کی معلومات کے لئے آویزاں کی جائے گی۔تمام ریٹرنگ افسران نتائج کی بنیاد پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے حلقہ انتخاب میں ڈالے گئے مجموعی ووٹوں کی گنتی کریں گے۔دریں اثناء پنجاب کے الیکشن کمشنر رحیم نواز درانی نے کہا ہے کہ جن امیدواروں کو پارٹی ٹکٹ نہیں ملے وہ متعلقہ ریٹرنگ آفیسر کی اجازت سے آزاد حیثیت سے الیکشن میں حصہ لے سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جن امیدواروں کی ڈگریاں جعلی نکلیں انہیں قانون کے مطابق سزا ملے گی۔اگر اب بھی کوئی ووٹر کسی امیدوار کی جعلی ڈگری کے بارے میں ریٹرنگ آفیسر کو شکایت کرے گا تو اس پر کارروائی کی جاسکتی ہے۔

الیکشن 2002ء
مشرف حکومت کے احسن اقدامات

محمد ضیاء آفتاب

ملک میں انتخابی عمل زور و شور سے شروع ہو چکا ہے۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق اکتوبر 2002ء میں الیکشن کرانے کا وعدہ کیا تھا اس پر ان کی طرف سے عملدرآمد کا آغاز ہو چکا ہے۔

موجودہ حکومت نے عوام سے جو وعدہ بھی کیا اسے ہر حال میں پورا کیا ہے۔ مختلف اہم قومی امور پر موجودہ حکومت نے سیاستدانوں، صحافیوں، قانون دانوں غرضیکہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے تمام سرکردہ افراد کے ساتھ تفصیل سے تبادلہ خیال کیا جبکہ آئینی ترامیم کے معاملے پر بھی مشاورت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس امر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موجودہ حکومت کوئی بھی فیصلہ تنہا کرنے کے حق میں نہیں بلکہ وہ مشاورت کو اہم تصور کرتی ہے۔

اکتوبر 2002ء کے الیکشن منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف کرانے کیلئے آزاد اور خودمختار الیکشن کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جو سیاسی عناصر اس کے باوجود الیکشن کمیشن کے کردار سے مطمئن نہیں ہیں تو اس میں حکومت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ حکومت نے انتخابی عمل کو شفاف بنانے کیلئے متعدد اہم اقدامات کئے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے غیر ملکی مبصرین کو پاکستان آ کر انتخابی عمل اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ یورپی کمیشن کے ارکان پہلے ہی پاکستان پہنچ چکے ہیں اگر حکومت الیکشن شفاف نہ کرانے کا ارادہ رکھتی تو وہ کبھی بھی غیر ملکی مبصرین کو پاکستان آنے کی دعوت نہ دیتی۔ حکومت نے ماضی میں کرپشن اور بدعنوانی کا ارتکاب کرنے والے جن سیاسی عناصر کو الیکشن میں حصہ لینے کیلئے نااہل قرار دیا ہے وہ عوام کے دل کی بھی آواز ہے کیونکہ عوام اس امر کو قطعی طور پر پسند نہیں کرتے کہ ماضی میں برسراقتدار رہنے والے جن سیاسی عناصر نے قومی خزانے کو لوٹا یا اسے نقصان پہنچایا انہیں کسی طور پر الیکشن میں حصہ لینے دینا چاہیے۔ حکومت کی طرف سے آئندہ پارلیمنٹ میں پڑھے لکھے ممبران اسمبلی کو لانے کیلئے بی اے کی شرط عائد کی گئی ہے کیونکہ ماضی کی پارلیمنٹوں میں ان پڑھ اور سیاسی شعور سے ناآشنا افراد کی اکثریت رہی۔ جنہیں جمہوری حکومتیں اپنے پارٹی اور انفرادی مفادات کیلئے استعمال کرتی رہیں لیکن موجودہ حکومت نے جمہوریت کو غیر مستحکم بنانے والے ان پڑھ سیاسی عناصر کا راستہ آ [illegible] پارلیمنٹ میں گریجویشن کی شرط عائد کر کے روک [illegible] ہے جو بلاشبہ ایک احسن اقدام ہے۔ موجودہ حکومت نے ملک میں حقیقی جمہوریت کی بحالی کیلئے جس عزم کا اظہار کیا تھا وہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے کوشاں ہے اور اس ضمن میں عملی اقدامات بروئے کار لائے گئے ہیں۔ عوام بھی اس امر کے خواہاں ہیں کہ اس مرتبہ واقعی حقیقی جمہوریت وجود میں آئے۔ کیونکہ ماضی میں جمہوریت کے نام پر سول آمریت کا دور دورہ تھا جس نے نہ صرف ملک کو شدید نقصان پہنچایا بلکہ جمہوریت کے پودے کو پھلنے پھولنے سے بھی روکا، لیکن اس مرتبہ یقیناً ملک میں حقیقی جمہوریت کی روح بحال ہوگی جس کا کریڈٹ بلاشبہ صدر جنرل پرویز مشرف کی حکومت کو ہی ملے گا۔

صوبائی اسمبلی نشستوں کی تقسیم

صوبہ	جنرل نشستیں	خواتین کی نشستیں	غیر مسلموں کی نشستیں	ٹوٹل
پنجاب	297	66	8	371
سرحد	99	22	3	124
بلوچستان	51	11	3	65
سندھ	130	29	9	169

قومی اسمبلی، نشستوں کی تقسیم

صوبہ/علاقہ	جنرل نشستیں	خواتین کی نشستیں	ٹوٹل
پنجاب	148	35	183
سندھ	61	14	75
سرحد	35	8	43
بلوچستان	14	3	17
فاٹا	12	......	12
اسلام آباد	02	......	2
ٹوٹل	272	60	332

اسکوٹر

مٹکا

سیڑھی

ہیلی کاپٹر

سلائی مشین

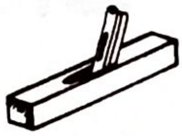
رندہ

لالٹین

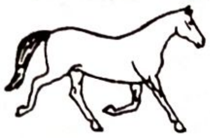
گھوڑا

درانتی

ریکٹ

انتخابی نشانات

برائے الیکشن 2002ء

پاک جمہوریت فیچر سروس

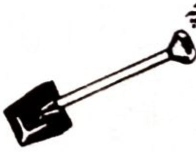
بیلچہ

ریلوے انجن

مچھلی

گھڑیال

انگور کا خوشہ

کشتی

حقہ

گلدان

کوٹ

بس

بوتل

قلم دوات

فٹ بال

کنگھا

تتلی

پیالہ

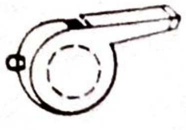
سیٹی

استری

ہار

جگ

غلیل

پل

تیر

کتاب

کلہاڑا

برش

بلا

بالٹی

گھنٹی

بلب

سائیکل

ووٹ ڈالتے وقت اپنے پسندیدہ امیدوار کا انتخابی نشان یاد رکھئے

یہ انتخابی نشانات اس صفحے پر موجود ہیں۔ ان نشانات کے حوالے سے اپنے علاقے کے امیدواروں کی اہلیت گذشتہ ریکارڈ، ایمانداری، کردار کی صلاحیت اور منشور کو سامنے رکھئے اور پھر ووٹ دینے کے بارے میں فیصلہ کیجئے۔ آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ اگر کوئی امیدوار آپ کی رائے کے مطابق ایماندار اور پختہ کردار کا مالک نہیں تو پولنگ اسٹیشن جا کر پریذائڈنگ آفیسر کے سامنے عینی شہادت یا کوئی دستاویزی ثبوت دیتے ہوئے اس امیدوار کے انتخاب کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں عام انتخابات اور ایک ووٹ ایک شخص کے ذریعے ووٹ ڈالنے کا یہ اہم موقعہ آپ کی سیاسی بصیرت کا متقاضی ہے۔

بیلن

پہاڑ

گلاب

رہٹ

پرچ پیالی

کار

فاختہ

ٹوپی

ہاتھی

چراغ

پنکھا

کرسی

مکا

چارپائی

چاقو
ہینڈ پمپ
انگوٹھی
لاؤڈ اسپیکر
کانڈی
ہتھوڑا
قینچی
پشاوری چپل
گلاس
ٹرک
آری
میز
پگڑی
چائے دانی
عینک
ٹیبل لیمپ
چھتری
ٹیلی فون
تختی
کنواں
ٹیلی ویژن
سوٹ کیس
درخت
شیر

اقوال قائد اعظمؒ

طرزِ حکومت

پاک جمہوریت فیچر سروس

O ''برطانیہ کے لوگوں کو اس امر کا احساس کرنا چاہیے کہ ہندوستان کے حالات مغربی جمہوریت کے لئے کسی طرح ناسازگار نہیں ہیں اور اس بارے میں ان کی تمام جدوجہد محض لایعنی اور بے سود ہے۔ ہندوستان میں پارٹی گورنمنٹ کسی طرح درست نہیں۔ تمام حکومتیں خواہ وہ مرکزی ہوں یا صوبائی ایسی ہونی چاہئیں جو ملک کے باشندوں کے تمام طبقوں اور فرقوں کی صحیح نمائندگی کر سکیں۔''

لندن کے اخبار ''ٹائم اینڈ ٹائیڈ'' سے انٹرویو

19 جنوری 1940ء

O ''دو سال پہلے میں نے شملہ میں کہہ دیا تھا کہ جمہوری پارلیمانی طرز کی حکومت ہندوستان کے لیے ناموزوں ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں نے تعلیمات اسلامی کو ضرر پہنچانے کا جرم کیا ہے' کیونکہ اسلام جمہوریت پسند ہے۔ جہاں تک میں نے اسلام کو سمجھا ہے' وہ کسی ایسی جمہوریت کی تلقین نہیں کرتا' جس کی بناء پر مسلمانوں کی قسمت کے فیصلوں کا اختیار غیر مسلم اکثریت کے ہاتھ میں چلا جائے۔ ہم کسی ایسی طرز حکومت کو قبول نہیں کر سکتے جس میں غیر مسلم محض عددی اکثریت کی وجہ سے ہم پر قبضہ اقتدار حاصل کر کے حکومت کر سکتے ہوں۔ مجھ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر میں جمہوریت نہیں چاہتا تو پھر کیا چاہتا ہوں۔ فسطائیت' نازیت یا آمریت؟ میں کہتا ہوں' ان بھگتوں اور جمہوریت کے پرستاروں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے چھ کروڑ انسانوں کو تو اچھوت بنا رکھا ہے اور ایسے اصول کھڑے کیے ہیں' جو فسطائی مجلس اعلیٰ کے سوائے اور کچھ نہیں ہیں۔ ان کا آمر گاندھی کانگرس کا چار آنے کا رکن بھی نہیں ہے۔ انہوں نے ایسی کٹھ پتلی وزارتیں بنائی ہیں جو مجلس قانون ساز یا رائے دہندگان کو نہیں' بلکہ مسٹر گاندھی کی ایک منتخب کمیٹی کو جوابدہ ہیں۔

مغرب کے مختلف ممالک میں بھی عام طور پر مختلف نوع کی جمہوریت ہوتی ہے۔ چنانچہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں' جہاں کے حالات یورپ سے مختلف ہیں' برطانوی جماعتی طرز حکومت اور نام نہاد جمہوریت قطعی ناموزوں ہے۔''

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ 10 مارچ 1940ء

O ''جمہوریت کے معنی ہیں اکثریت کی حکومت۔ اگر کسی ملک میں ایک ہی قوم بستی ہو اور سارے معاشرے کا نظام ایک ہی طرز پر ہو تو اکثریت کی حکومت کی کامیابی کا امکان سمجھ میں آ سکتا ہے حالانکہ ایک قوم کی صورت میں بھی ہمیں تو یہ طرز ہمیشہ ناکام ہی نظر آیا۔ اس طرح وہ حکومت جو لوگوں کے منتخب نمائندوں کے ذریعے سے کی جاتی ہے' بشرطیکہ یہ لوگ یک رنگ اور ہم آہنگ قوم پر مشتمل ہوں' سمجھ میں آ سکتی ہے لیکن اگر اس کے متعلق درست نتائج پر پہنچنے کے لیے ذہن کو ذرا کام میں لایا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ جب ایک ہی ملک میں دو قومیں آباد ہوں تو اس صورت میں ایسا نظام حکومت نہ چل سکتا ہے نہ کامیاب ہو سکتا ہے پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہمارے ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے دو مختلف معاشرے ہیں اور ایسے مختلف کہ ان کے اختلاف کو مکمل اختلاف کہنا چاہیے۔''

O ''ہندوستان کبھی ایک نہیں رہا۔ ایک قوم نہیں رہا۔ ایک ملک نہیں رہا اور اس پر کوئی ایک طاقت بہ نوک شمشیر بھی حکومت نہ کر سکی۔ یہ مختلف اقوام کا ایک برصغیر ہے' حتیٰ کہ آج بھی جبکہ برطانیہ قلمروئے ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے' ایک تہائی حصہ برطانیہ کے زیر نگین نہیں ہے۔ نظم و نسق کی موجودہ یکسانی خالص برطانوی پیداوار ہے۔ پھر اس برصغیر کی یہ حکومت جو 150 یا

160 سال سے قائم ہے' ایسی حکومت نہیں جو عوام کی منظوری سے قائم ہوئی ہے۔
یہ محض مغل طرز حکومت پر جمہوری طرز حکومت کا نظری اطلاق ہے۔ اس کی منظوری عوام نے نہیں بلکہ برطانوی سنگینوں نے دی ہے۔ عوام میں زبردست سیاسی شعور پیدا ہو چکا ہے۔ ہم آزادی چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ملک کے آپ مالک بنیں۔ اب ہم برطانوی حکومت کو خدا حافظ کہنا چاہتے ہیں۔ ہمارے مطالبۂ پاکستان میں ہندوستان کی آزادی اور خود مختاری مضمر ہے۔''

اجلاس کونسل مسلم لیگ۔ 9 نومبر 1942ء

O ''مسلمانان حیدر آباد کو میرا مشورہ یہ ہے کہ لیڈروں کے انتخاب میں وہ ہمیشہ احتیاط کریں۔ آدھی جنگ تو لیڈروں کے صحیح انتخاب ہی سے فتح ہو جاتی ہے۔''

جلسہ عام حیدر آباد دکن۔ 11 جولائی 1946ء

O ''ہم ہندوؤں کو کامل یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ اور برادرانہ سلوک کیا جائے گا۔ اس کے ثبوت میں ہماری تاریخ شاہد ہے۔ اسلامی تعلیمات نے ہمیں یہی سکھایا ہے۔ یاد رکھیے کہ جو حکومتیں عوام کے اعتماد اور مرضی پر قائم نہ ہوں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتیں۔ جمہوریت مسلمانوں کے رگ و ریشے میں ہے اور ہم نے ہمیشہ مساوات' اخوت اور استقلال کو پیش نظر رکھا ہے۔ اسلام میں کوئی ایسا موقع محل نہیں ہے جہاں کوئی فرد واحد اپنی من مانی کارروائی کر سکے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ ایک شخصی حکومت کے مقابلے میں ہمارے طرز حکومت میں زیادہ محفوظ ہوں گے۔''

میمن چیمبر آف کامرس' بمبئی 27 مارچ 1947ء

O ''جب آپ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ہم نے جمہوریت تیرہ سو سال پہلے سیکھ لی تھی۔''

پریس کانفرنس۔ 14 جولائی 1947ء

O ''آپ پاکستان کے طرز حکومت کے بارے میں میری ذاتی رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ دستور ساز اسمبلی جیسے بااختیار ادارے کے فیصلے سے پہلے کوئی ذمہ دار شخص اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کر سکتا اور نہ کرنا چاہیے۔ پاکستان کا دستور بنانا دستور ساز اسمبلی کا کام ہے۔

پریس کانفرنس۔ 14 جولائی 1947ء

O دنیا کی کوئی طاقت منظم عوام کی رائے اور مرضی کی مزاحمت نہیں کر سکتی۔ عوامی رائے کبھی غلطی پر نہیں ہوتی۔''

برما کے دو لیڈروں کے قتل پر اظہار افسوس۔ 20 جولائی 1947ء

O آخر حکومت کے سامنے مقصد کیا ہے؟ حکومت کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔ عوام کی بے لوث خدمت' ان کی فلاح و بہبود کے لیے مناسب تدبیریں اختیار کرنا۔ اس کے سوا برسر اقتدار حکومت کا مقصد اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور مقصد سامنے ہے تو ایسی حکومت کو اقتدار سے برطرف کر دو۔ لیکن ہلڑ بازی سے نہیں۔ اقتدار آپ کے پاس ہے' آپ کی چیز ہے۔ آپ کو اسے استعمال کرنے کا فن بھی آنا چاہیے۔ آپ کو سیاسی نظام کے رموز و اسرار اور طریق کار کو سیکھنا اور آزمانا چاہیے۔ آئینی طور پر یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اگر کسی حکومت سے آپ مطمئن نہ ہوں تو اسے برطرف کر دیں اور اپنی مرضی کی حکومت قائم کریں۔''

جلسہ عام ڈھاکہ۔ 21 مارچ 1948ء

O ''آپ کا ووٹ قوم کی امانت ہے۔ اسے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر استعمال نہ کیجئے۔''

ڈیرہ اسماعیل خان۔ 17 اپریل 1947ء

چھ ستمبر

ظُلمتیں اوڑھ کے آیا تھا ستم آج کے دن
لشکرِ کفر کا ٹوٹا تھا بھرم آج کے دن
شور نعروں کا اُٹھا حق کے سپاہی جاگے
تو پچی کفُر کے بھارت کے بھگوڑے بھاگے
سرحدِ پاک پہ آئے تھے جو ناپاک قدم
کر دیا تھا انہیں پُرجوش جیالوں نے قلم
جب دیا بھارتی سینا کو سفر کا پیغام
خُلد سے آئے ہیں افواجِ مقدّس پہ سلام
نُصرتِ حق کی بہاروں سے ہوا شاد چمن
بن گئی سرحدِ پاکیزہ عدُو کا مدفن
چشم دُنیا نے مُجاہد کی جسارت دیکھی
غازیٔ دینِ پیمبر کی شجاعت دیکھی
بڑھ گئی عزّت و ناموسِ گلستانِ وطن
سُرخ رُو ہو گئے سر دے کے شہیدانِ وطن
یہ ہے اربابِ گلستانِ وطن کی تقلید
مل کے جمہُور کریں عہدِ وفا کی تجدید
چھ ستمبر کا تقاضہ ہے کہ بیدار رہیں
جان دینے کو چمن زار پہ تیار رہیں

(بشیر رحمانی۔ لاہور)

ہماری دستاویزی فلمیں

نمبر شمار	نام	دورانیہ
1-	علامہ اقبال 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	20 منٹ
2-	آرکیٹیکچر ان پاکستان 35MM/VHS	20 منٹ
3-	آرٹ ان پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	30 منٹ
4-	برتھ آف پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	30 منٹ
5-	کلچرل ہیری ٹیج آف پاکستان (اردو) 35MM/Betacam	20 منٹ
6-	چلڈرن آف پاکستان 35MM/VHS/U.Matic	20 منٹ
7-	کری اینو ہینڈز (انگلش) 35 MM/U.Matic	30 منٹ
8-	گندھارا آرٹ (انگلش) 35MM/U.Matic	20 منٹ
9-	گریٹ ماؤنٹین پاسز ان 35MM	20 منٹ
10-	گرین زنل ان پاکستان M/U.Matic/VHS	10 منٹ
11-	جرنی تھرو پاکستان (اردو/انگلش) 23MM	20 منٹ
12-	لیکس ان پاکستان (اردو) 35MM	30 منٹ
13-	ماؤنٹینز آف پاکستان (اردو) 35MM/VHS	20 منٹ
14-	موہن جوڈرو (انگلش) 35MM	20 منٹ
15-	مائنارٹیز ان پاکستان (انگلش/اردو) 35MM/UHS/U.Matic	20 منٹ
16-	میرج کسٹمز 35MM/VHS	20 منٹ
17-	وائلڈ لائف ان پاکستان (اردو) 35MM	30 منٹ
18-	مرزا غالب (اردو) 35MM/VHS	80 منٹ
19-	پاکستان' پاسٹ اینڈ پریذنٹ (انگلش) 35MM/VHS	30 منٹ
20-	پاکستان' اے پورٹریٹ (انگلش) VHS/ UMatic /35MM	30 منٹ
21-	کارپٹس (اردو) 35MM	20 منٹ
22-	پی ایم اے کاکول (اردو) 35MM/U.Matic	30 منٹ
23-	پاکستان پنوراما (اردو' انگلش' عربی) U.Matic/35MM	20 منٹ
24-	ویلی آف سوات (اردو) 35MM	20 منٹ
25-	پاکستان سٹوری (اردو) VHS/ 35MM	70 منٹ
26-	پاکستان' لینڈ اینڈ اٹس پیپلز (انگلش) 35MM	30 منٹ
27-	پاکستان' پرامزنگ لینڈ (انگلش) 35MM/U.Matic	50 منٹ
28-	قائداعظم (اردو) 35MM VHS	30 منٹ
29-	سوہنی دھرتی۔ پاکستان (انگلش) 35MM/ VHS اور U.Matic	30 منٹ
30-	سینک بیوٹی آف پاکستان (اردو) 35MM	20 منٹ
31-	دی انڈس ری ور (اردو) 35MM	20 منٹ
32-	انڈسٹریل گروتھ آف پاکستان 35MM	20 منٹ
33-	ناردرن ایریاز (انگلش) 35MM	30 منٹ
34-	جیم اینڈ جیولری (انگلش) 35MM/VHS /U.Matic	20 منٹ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلیکیشنز بی۔ الیف بلڈنگ زیرو پوائنٹ' اسلام آباد۔ پاکستان فون:-051-9202776 فیکس:-051-9206828

رجسٹرڈ نمبر CPL 304 — 24 تا 30 ستمبر 2002ء — تار کا پتہ "جمہوریت" لاہور

ہماری مطبوعات

نمبر شمار	مطبوعات	زبان	قیمت پاکستانی روپے	قیمت امریکی ڈالر
1	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	150/=	$-05
2	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	95/=	$-04
3	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	اردو	95/=	$-04
4	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء مجلد	انگریزی	425/=	$-17
5	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء پیپر بیک	انگریزی	350/=	$-17
6	اقوالِ قائدؒ (مجلد/پیپر بیک)	انگریزی	50/=	$-03
7	جناحؒ اور ان کا دور (از: عزیز بیگ)	انگریزی	250/=	$-10
8	پاکستان۔ فرام ماؤنٹینز ٹو سی (از: محمد امین/ڈنکن ویلاس گراہم ہینکاک)	انگریزی	650/=	$-20
9	پاکستان۔ چینی مصوروں کی نظر میں۔ (ین ینگ اینڈ ٹوہو)	انگریزی، عربی فرانسیسی، چینی	500/=	$-20
10	پاکستان ہینڈی کرافٹس	انگریزی	100/=	$-04
11	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 1997ء (مجلد)	انگریزی	450/=	$-17
12	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 1997ء (پیپر بیک)	انگریزی	400/=	$-15
13	مسلم آرٹ اینڈ ہیری ٹیج آف پاکستان (از: ڈاکٹر احمد نبی خان)	انگریزی	100/=	$-04
14	گندھارا آرٹ ان پاکستان (از: ڈاکٹر اے ایچ دانی)	انگریزی	100/=	$-04
15	وحدتِ افکار (علاقائی شاعری سے انتخاب)	اردو	100/=	$-04
16	اسلامی معاشرتی اقدار	اردو	15/=	$-01
17	پاکستان پکٹوریل (دوماہی)	انگریزی	40/= فی شمارہ 200/= سالانہ	$-35 سالانہ
18	المصورہ (دوماہی)	عربی	40/= فی شمارہ 200/= سالانہ	$-35 سالانہ
19	سروش	فارسی	15/= فی شمارہ 150/= سالانہ	$-20 سالانہ
20	ماہِ نو (ماہنامہ)	اردو	15/= فی شمارہ 150/= سالانہ	$-20 سالانہ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز بی۔ ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ اسلام آباد۔ پاکستان فون:- 051-9202776 فیکس:- 051-9206828